تحفظ سماج

سورۃ النور کی روشنی میں احکامات معاشرت

www.KitaboSunnat.com

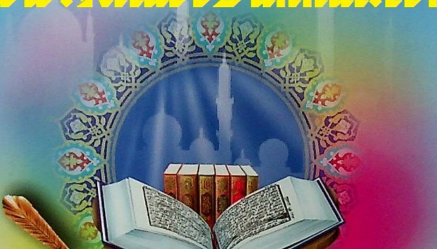

تالیف
بشریٰ نوشین

ISLAMIC INSTITUTE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

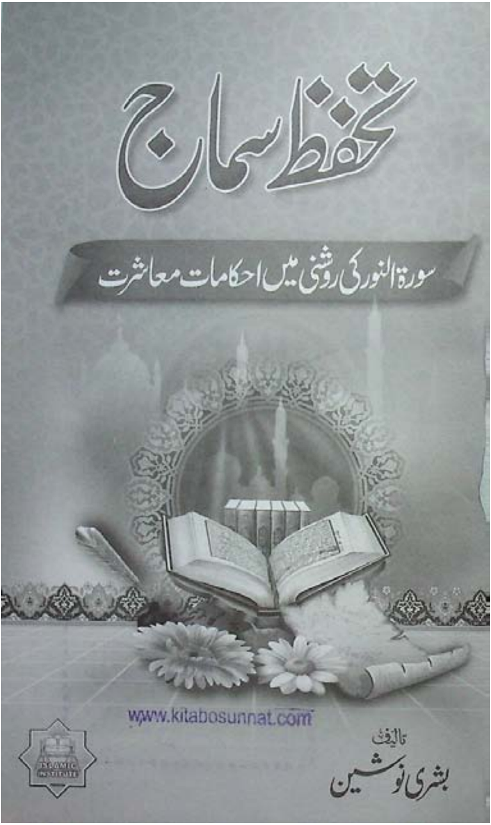

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ — جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ....

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب

تحفظ سماج

(سورۃ النور کی روشنی میں احکامات معاشرت)

تالیف ——— بشریٰ نوشین

اشاعت ——— 2022ء

قیمت ——— 200روپے

ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ ——— سعد حمید
0322-6495123

ISLAMIC INSTITUTE

اسلامک انسٹیٹیوٹ

91بابر بلاک، نزد برکت مارکیٹ، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
0331-4712771

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست

تقریظ	7
مقدمہ	9
تفسیر سورۃ النور	12
وجہ تسمیہ	12
آغاز	12
اخلاقی تربیت	13
احکامات	14
پانچ بڑے موضوع	14
تفسیر آیت ایک تا تین	15
پہلا حکم	16
آخری مرحلہ	17
برے کام کی سخت سزا	18
فطرت بنائی	18
غلطی تو ہو ہی جاتی ہے	19
تو ایسے میں!	20
انسان کو شعور ملتا ہے	21
اعلان سزا	22
خود ساختہ تخفیف	26

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ڈھنگ بدل جاتے ہیں	28
چلتا جملہ	29
دوسرا حکم	29
من موجی نہیں	30
تفسیر آیت چار تا پانچ	31
پستی سے بلندی کا سفر	32
جرم کی میسر سہولتیں	33
دیکھو تو سہی!	34
خواہش دل	38
زندہ ضمیر	39
نیا انداز فکر	40
صد افسوس!	41
ذہن سازی کریں!	42
تیسرا حکم	43
محصنات پہ تہمت	43
شرط لگا دی	45
چوتھا حکم	46
بیوی کا معاملا	46
تفسیر آیت گیارہ تا بیس	49
واقعہ افک	50
تفسیر آیت اکیس تا پچیس	63

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایمان والے لوگو!	64
نہ قسم کھالیں فضل والے!	67
اللہ کی لعنت	70
تفسیر آیت چھبیس	71
تفسیر آیت ستائیس تا تیس	72
اجازت لینا ضروری	73
گھروں میں مت جھانکو مت!	74
نگاہیں پست رکھیں!	75
تفسیر آیت اکتیس تا چونتیس	78
عورتیں بھی نگاہیں پست رکھیں!	78
بگاڑ کا سبب	80
حیا میں خیر	82
ترغیب نکاح	83
تفسیر آیت پینتیس	85
النور	86
یاد الٰہی	89
تفسیر آیت چھتیس تا چالیس	89
ظلمات	92
تفسیر اکتالیس تا پچاس	93
حکم ربی کے تابع کائنات	96
تفسیر اکاون تا چوسٹھ	101

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ زندہ کلام ہے کہ جس میں بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک کے پیش آمدہ مسائل اور زندگی گزارنے کا طریقہ کار بیان کر دیا گیا ہے۔ انسان کو معاشرے میں عقائد، عبادات، معاشرت، اخلاقیات اور معاملات کے متعلق وہ مکمل رہنمائی دی گئی ہے جس کی انسان کو دنیا میں رہتے ہوئے ضرورت پڑ سکتی ہے۔ الہامی کتابوں میں دین اسلام جو کہ آخری اور قیامت تک کے لیے نازل فرمایا گیا اور تمام ادیان اور آسمانی صحائف پر اسے فوقیت دی بلکہ مہمین بنا کر نازل کیا۔ اسی طرح قیامت تک کے لیے اس کی حفاظت کا ذمہ اپنے سپرد لیا۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ ''ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔'' اور اس دعوت کو ثابت کرنے کے لیے مخالفین اور پوری دنیا کے قیامت تک آنے والے جن وانس کو چیلنج کیا کہ اگر کوئی اس جیسی کتاب سورہ یا آیت لا سکتا ہے تو لا کے دکھلائے۔ 15 صدیاں ہو چکی ہیں آج تک اس خدائی دعویٰ کو کوئی نہ توڑ سکا ہے اور نہ توڑ سکتا ہے۔ قرآن چونکہ کسی بشر کی کاوش نہیں بلکہ رب ذوالجلال کی نازل کردہ کتاب اور کلام ربانی ہے جس میں حکمت ودانائی کے زمزمے چھلک رہے ہیں۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ معجزہ ہے جس نے دنیا کے جادوگروں، شاعروں اور دانائی میں مثال رکھنے والے لوگوں کو حیرت واستعجاب میں ڈال دیا اور ان کے پاس یا تو مان لینے کے سوا چارہ نہ رہا یا پھر ان کی زبانیں گنگ ہو کے رہ گئیں۔ قرآن کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں قیامت تک کے مسائل کا حل بیان کر دیا گیا ہے اور ہر دور میں اسکی نصوص سے استدلال واستنباط کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور قیامت تک اس ابدی کتاب سے زمانوں کے احکام و مسائل اخذ کئے جاتے رہیں گے۔ قرآنی مسائل واحکام کی تفہیم وتوضیح کے فروغ میں جہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحریرات و کتب کا کردار نمایاں ہے وہاں عامۃ الناس میں قرآنی افکار کی ترویج میں دروس و تقریرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان میں خواتین سکالرز کی قرآنی تعلیمات کے حوالے سے خدمات قابل تحسین ہیں زیر نظر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو محترمہ بشریٰ نوشین کے دروس قرآن میں سے سورۃ النور کی تحریری شکل ہے۔ اسلوب نگارش اگرچہ بیانیہ ہے تاہم قاری کے لیے عبارات والفاظ میں سلاست اور شستگی برابر موجود ہے۔ مصنفہ نے سورۃ النور کے احکام کو ایک اچھوتے اور عوامی انداز میں پیش کیا ہے اور اس تحریر کو سماجی و معاشرتی امثال سے بھی مزین کیا ہے امید ہے یہ ہلکا پھلکا اور سلیس اسلوب بیان خاص و عام کے لیے مفید ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ ان کے تحریر و بیان میں برکت دے۔ آمین

ڈاکٹر ملک کامران
یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

الحمدللہ رب العالمین

اللہ رب العزت حکیم و دانا ہے اسکے جملہ احکام اوامر ونواہی حکمت اور دانائی پر مبنی ہیں یہ ذات اقدس تمام مخلوقات کی خالق ہے ۔ انسان کو بہترین صورت میں پیدا کرنے والا اسکی ضروریات کے ساتھ ساتھ نفسیات کو بھی جاننے والا علیم وخبیر اور حکیم ہے اسکے تمام احکام انسانی نفسیات کو مدنظر رکھتا ہے۔انسان کس حد تک سمجھتا اور غور وفکر کرتا ہے یہ اسکی کوشش اور استعداد پر ہے ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کو یقین کامل ہو کہ قرآن پاک میں احکامات انسانی آسانیوں کے لیے ہیں اور یہ کہ اسپر عمل کرنے سے معاشرہ پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں بصورت دیگر انسان اپنی نافرمانی سے اپنے لیے مشکل اور تکلیف دہ راہ کا انتخاب کرتا ہے۔قرآن میں انسان اور خاص طور پر مومنین کی جو صفات بیان ہوئی ہیں اللہ تعالی وہ تمام صفات ہمارے اذہان میں اتارنا چاہتا ہے۔قرآن نے ان شخصیتوں میں زبردست تبدیلی پیدا کی جنہوں نے اس پر غور کیا ایسے لوگوں نے اپنے اندر اخلاق کے حسن، ہمتوں کی بلندی اور قرآن کی مضبوط شخصیت کو پیدا کر کے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔مومن اپنے رب کے ساتھ ایک مضبوط تعلق رکھتا ہے وہ دل میں خشیت اور تقوی رکھتا ہے۔اخلاص کے ساتھ نہ صرف عبادت کرتا ہے بلکہ معاملات اور تعلقات میں بھی اللہ کی خوشنودی کو مدنظر رکھتا ہے۔ثواب کی امید اور عذاب کا خوف اسے دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، محبت اور بھلائی پر آمادہ کرتی ہے۔آج اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ قرآن سے مراد الٰہی اخذ کی جائے ۔قرآن سے وحی اور اشارے اخذ کیے جائیں اور پھر ان سب سے احیائے اسلام کا منہج پایا جائے ۔ان تقاضوں کو پورا کیا جانا چاہیے جو انجام کار کامیابی کی راہیں متعین کر دیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سورۃ النور قرآن کے احکامات لیے ہوئے سورہ ہے کہ جو آج کے معاشرے کے اہم مسائل کو بیان کرتی ہے نا صرف مسائل بتاتی ہے بلکہ ان معاشرتی قوانین کو بھی اجاگر کرتی ہے جن کی کسی بھی صحت مند معاشرے کو ضرورت ہونی چاہیئے۔

یقیناً اگر ہم قرآن کو تحریکی مقاصد کے لیے رہنما کے طور پر استعمال کریں تو پھر قرآن کی یہ حیثیت نہ ہوگی کہ وہ صرف ایک مذہبی کتاب ہے اور حصول برکت کے لیے ہی پڑھی جاتی ہے۔ بلکہ وہ ایک زندہ کتاب بن جائے گی کہ ابھی امت مسلمہ پر نازل ہو رہی ہے۔ قرآن کے اسرار اور رموز ایسے لوگوں پر کھلتے ہیں جو اسکے ساتھ ساتھ متحرک رہتے ہیں۔ قرآن خود کو ان لوگوں پر کھولتا ہے جو اسکے الفاظ کو عملی شکل دینا چاہتے ہیں اور اسے موجودہ دنیا کی طرف لانا چاہتے ہیں یہ قرآن محض علمی اور فنی طور پر پڑھنے کے لیے نہیں اترا بلکہ اس لیے اترا ہے کہ تحریک اور ہدایت کا ذریعہ ہو۔

اللہ رب العزت کی انتہائی کرم نوازی ہے کہ اس نے مجھے بھی اس تحریک کا ایک ادنیٰ کارکن بنایا ہے۔

2005 سے میں اسی راہ کی مسافر بنی قرآن کو پڑھا اور سمجھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ سلامک انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ مل کر کوشش کو جاری رکھا ہر بار قرآن مکمل کر کے تشنگی بڑھی اور یہی وجہ تھی کہ میں نے معاشرے کے ساتھ انسانی نفسیات کے مطابق قرآن کے الفاظ کے سمجھنے اور سمجھانے کی سعی کو جاری رکھا۔

زیر نظر کتابچہ سورۃ النور کے دروس کی کتابی شکل ہے جو میری ایک بہت ہی عزیز طالبہ نے تحریری قالب میں ڈھال دی اور لوگوں کے انتہائی اصرار پر کہ اس کے محفوظ کرنے کے لیے شائع کیا جائے اور اسی کا نتیجہ ہے کے یہ دروس اب اس صورت میں آپکے ہاتھوں میں ہے

یہ انتہائی سادہ انداز میں سمجھانے کی ایک کوشش ہے، خطابی انداز ہے اسلئے اسکو اسی انداز میں پڑھا جائے ابتدائی کوشش ہے کمی اور کوتاہی نظر انداز کریں اور دعا کریں کہ مزید تکمیل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراحل میں جو تحریریں ہیں انکو بہتر کرنے کی اللہ کی طرف سے توفیق ہو اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری کے ساتھ اس کام کو وقت اسقدر نہ دے سکی جو اسکا حق تھا اب اللہ سب کاموں میں آسانی کرے۔آمین!

آپ سب اس کو پڑھ کر ناچیز کو اپنے قیمتی مشوروں سے ضرور نوازیں اور کوتاہیوں کی اصلاح کے لیے رہنمائی کریں۔

جزاکم اللہ خیرا

دعاؤں کی طالب

بشریٰ نوشین

اسلامک انسٹی ٹیوٹ لاہور

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سورۃ النور

وجہ تسمیہ:

اس میں اللہ رب العزت نے نور یعنی نورِ ہدایت دیا ہے۔اس میں نور ہے۔اللہ رب العزت نے آیت نمبر ۳۵ میں ذکر کیا" اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "اس سے اس کا نام نور رکھا۔ ہدایت والے احکام دیئے۔ کچھ ظاہری معاملات ہوتے ہیں اور کچھ نفسیاتی معاملات ہوتے ہیں۔اس سورۃ میں نفسیاتی اخلاق کی بھی اصلاح ہے۔ پھر اس میں عائلی ضوابط یعنی گھر کے معاملات کے بھی اللہ نے قوانین بتائیں ہیں۔اس سورۃ میں کائنات میں پھیلا ہوا نور یعنی نورِ ہدایت دلوں کا،سوچ کا نور،ضمیر کا نور جس سے اہم رہنمائی لیتے ہیں۔ان سب نور کو اللہ نے اپنے نور سے مربوط کیا ہے۔

اس کے علاوہ اس میں اجتماعی قوانین اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔یعنی جب آپ نے مل جل کر رہنا ہے تو کن قوانین کے تحت زندگی گزارنی ہے۔اس میں اللہ رب العزت نے سارے نورانی آداب سکھائے ہیں۔ یہ سارے کے سارے نور جو ہم اس سورۃ میں دیکھیں گے وہ سب کے سب اللہ کے نور سے جا کر ملیں گے۔ ہر دور میں اس سورۃ کی بہت ضرورت رہی ہے جیسے آج کے دور میں اس کی اتنی اہمیت اور ضرورت ہے اتنی ہی ۱۴۴۰ سال پہلے بھی اہمیت تھی۔اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا:"اپنی عورتوں کو سورۃ النور سکھاؤ۔"

آغاز:

اس کا آغاز منفرد ہے کہ اس کے شروع میں اللہ نے "فَرَضْنٰهَا" کا لفظ استعمال کیا ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں سارے کے سارے احکامات فرض ہیں۔سورۃ النساء کا آغاز بھی مختلف تھا۔اس میں اللہ نے ڈراوے کا حکم دیا۔اس سورۃ کو اللہ نے ڈانٹ اور ڈراوی سے شروع کیا جب کہ اس سورۃ یعنی سورۃ النور کا آغاز شاہی احکامات کے انداز میں کیا گیا ہے۔شروع میں اخلاق و آداب سکھائے ہیں۔دوسری آیت سے ہی اللہ رب العزت نے اخلاق و آداب کو واضح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردیا ہے۔ ایک نظریہ حیات دیا ہے اسلامی کلچر کا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہمارا اسلامی کلچر مغربی کلچر سے مختلف ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات عمدہ اعلیٰ اخلاق ہے۔

اخلاقی تربیت:

اس سورۃ میں اخلاقی تربیت ہے وہ بھی مومنین کی۔ اس سورۃ میں اللہ رب العزت نے مومنین کی اخلاقی تربیت کے لیے ہے جو احکامات دیے ہیں وہ صرف احکامات نہیں ہیں بلکہ وہ تعزیری درجہ بھی رکھتے ہیں۔ تعزیری مطلب جن کی سزا مقرر کی ہے۔ اس میں اللہ نے جرم کی سزا بھی ساتھ ساتھ بتائی ہے۔ اللہ رب العزت نے جو قوانین دیے ہیں ان پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ان کی حدود اور سزائیں بھی رکھی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں ان سزاؤں کو لاگو کر کے دکھایا ہے یہ معاملہ اخلاق و تربیت سے بلند ہو جاتا ہے گر آپ کو صرف زبانی کلامی کہا جاتا رہے کہ ایسے کر و ایسے کر و اس میں سزا مقرر نہ کی گئی ہو جیسے اس میں غیبت ہے آپ ﷺ نے بتایا کہ یہ بری عادت ہے لیکن اس کے لیے سزا مقرر نہیں کی اس کے لیے کراہت اور نفرت بتائی ہے۔

اس سورۃ میں بتائی گئی سزائیں تعزیراتی درجہ رکھتی ہیں۔ یعنی تا کہ انسان اپنے اخلاق کو بڑھاتے ہوئے روحانی درجہ کو پہنچ جائے۔ پھر وہ روحانی درجہ اس کو اللہ کے نور سے ملا دیتا ہے۔ پھر اس کے دل کی وہ کیفیت ہوتی ہے جو اللہ رب العزت نے سورۃ البقرۃ میں بتائی ہے کہ:

﴿كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا﴾

”کچھ مٹی ایسی ہوتی ہے جو پانی کو جذب کرتی ہے اور کچھ ایسی ہوتی ہے جو پتھر کے اوپر سے بہہ نکلتی ہے۔“ (البقرۃ:264)

ویسے بھی ایک مومن شعور سے خالی زندگی نہیں گزارتا وہ باشعور ہوتا ہے۔ اس میں نفسیاتی تربیت ہے اور شعوری تربیت ہے۔ وہ عقل والا ہوتا ہے۔ معصوم ہوتا ہے۔ اخلاقی تربیت کرنے کا مقصد یہی ہے کہ اللہ رب العزت ایک مومن کو ایسا صاف شفاف بنانا چاہتا ہے کہ وہ اپنے اندر نور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کو سما سکے۔

سورۃ میں موجود احکامات:

اس میں کچھ انفرادی احکامات ہیں اور کچھ گھرانوں کے اندر کے مسائل ہیں جیسے سونے کے آداب، گھر میں داخل ہونے کے آداب، بچوں کے گھر میں ہونے پر ان کا اجازت لے کر کمرے میں آنا۔

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

کچھ ایسے جو معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں، سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو قیادت کے اخلاق سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔

گویا اللہ رب العزت اپنے نور سے اپنی ہدایت سے ان احکامات کو ہمارے دلوں میں اُتارا ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں ا کہ اللہ رب العزت نے آسمان پر نور بنایا۔ آسمان جب روشن ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت نے اپنے حکم سے زمین کو روشن کیا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی نفس پر اللہ کے حکم کے جب اثرات آتے ہیں تو اس کا نفس اور اس کی روح بھی روشن ہو جاتی ہے۔ اس کا اخلاق بھی روشن ہو جاتا ہے۔

نفس بہتر ہوگا

اس سورۃ کو پڑھنے سے ان شاء اللہ نفس بہتر ہوگا۔ اخلاقیات، نفسیات اور ماحول بہتر ہوگا۔ اللہ سے دعا مانگیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کو اپنی زندگیوں سے میں لاگو کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پانچ بڑے موضوع:

اگر ہم اس سورۃ کو موضوعات کے اعتبار سے لیں تو اس میں پانچ بڑے موضوع ہیں سب سے پہلا موضوع جس کا ذکر شروع کی آیات میں آئے گا وہ زنا ہے، حدِ قذف ہے اور لعان ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور واقعہ افک ہے۔ پھر اللہ رب العزت نے اس میں بتلا دیا کہ خبیثوں کے لیے خبیث لوگ ہیں۔اور نیکوکاروں کے لیے نیک لوگ ہیں۔

اور اس کا دوسرا موضوع انسدادِ ذرائع، یعنی روک تھام کا حکم دیا۔ اس سورۃ کے آخر میں اللہ رب العزت نے اپنے مقتدر اعلیٰ ہونے کا بتایا ہے۔ وہی احکامات جاری کرنے والا، اسی کی طرف لوٹ کر جایا، اسی کے آگے اپنے اعمال کا حساب دینا، اس کے سامنے حاضری اور قیامت کے برپا ہونے پر یقین ہونا۔ اس پر اس سورۃ کا اختتام ہوتا ہے۔

آغاز اللہ نے فرائض سے کیا۔ درمیان میں احکامات اور قوانین متعارف کروائے۔ اور اخیر میں اللہ رب العزت اپنے حساب لینے کے بارے میں بتا رہا ہے کہ تم سب نے میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اگر تم نے ان ساری باتوں پر عمل نہ کیا۔ ان سب قوانین کو نہ مانا تو ایک دن میرے سامنے تمہیں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کوئی حکم ہلکا لینے والا نہیں ہے۔ عمل سے باہر رکھنے والا نہیں ہے۔ یہ سب اس سورۃ کے مقاصد ہیں۔

اب اس سورۃ کو شروع کرتے ہیں رب العزت کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

آیت 1 تا 3:

﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾

”یہ ایک سورت ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کیے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ بدکار عورت اور بدکار مرد پس

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو، اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔ بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے سوائے بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا، اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔"

شروع رحمٰن الرحیم کے نام سے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اس اللہ کے نام سے جو بڑا ہی مہربان ہے۔ جو نہایت رحم کرنے والا ہے۔اس کی مہربانی ہے کہ

اس نے اتنی پیاری سورت ہمیں دی۔ اور اس میں اگر کوئی سختی محسوس ہوئی تو وہ رحمٰن اور رحیم چاہتا ہے کہ یہاں تم بات کو سمجھ لو اور دنیاوی زندگی کو اپنے لیے آسان کر لو۔ ان شاء اللہ ہم دیکھیں گے کہ یہ سخت احکامات ہماری زندگی آسان کر دیں گے۔ آج کے دور میں جو بے بسی ہے اور تلخی ہے وہ ان احکامات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے وہ قابلِ دید ہے اور قابلِ غور ہے۔ ہم جو اپنی سوسائٹی کو معاشرے کو قصوروار ٹھہراتے ہیں وہ سب ان پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

پہلا حکم:

پہلا حکم ہے وہ سب سے زیادہ مشکل، دُکھ دینے والا، پریشان کرنے والا، اذیت دینے والا جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے احکامات جاری کیے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ ہے اس کو نازل کیا ہم نے اور اس کو فرض کر دیا ہم نے۔ اور نازل کی ہم نے اس میں نشانیاں، آیات، احکامات، جملے وہ سب باتیں جو بالکل واضح ہیں۔ جس میں کوئی کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ دیکھیں یہ سورۃ شروع کرنے سے پہلے ہمیں پتہ ہونا چاہیے کہ ہمیں معاشرے میں رہنے کے قوانین بتا رہی ہے۔ حدود بھی بتا رہی ہے۔ تعزیرات بھی دے رہی ہے۔ اخلاقیات بھی سنوار رہی ہے، ضمیر بھی جھنجھوڑ رہی ہے، رکاوٹیں بھی کھڑی کر رہی ہے۔ ان سب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی حکم ایسا نہیں جس میں کوئی ابہام ہو یا جس کے بارے میں ہم سوچیں کہ اچھا ہم مفتی سے پوچھ لیں یا فتویٰ لے کر آئیں۔ پوری سورۃ اللہ نے بڑی آسان اور بڑی سمجھ میں آنے والی بنائی ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق گھر کے معاملات سے ہے۔ کسی انسان کا لیول خواہ جاہل والا ہو، یا کم علمی کا ہو یا خوب علم والا ہو جس کا لیول بہت نارمل دنیا میں رہنے والا ہو یا جس کا لیول بہت اللہ والا ہو۔ ہر لیول کا بندہ اس کے ہر حکم کو باآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ جو ہمیں حکم دیتا ہے وہ اس لیے دیتا ہے کہ وہ ہماری آزمائش کرے کہ دیکھے کون اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کے لیے نفس کو قابو کرنا ہوگا لیکن پھر جو ایک دفعہ اس امتحان سے گزر جاتا ہے اس کو پاس کر لیتا ہے اس کی دنیا کی زندگی بڑی آسان اور اللہ کے حکم کے مطابق، اس کی راہنمائی میں گزرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اس لیے اس کو بڑے واضح انداز میں بتادیا ہے تا کہ تم اس پر عمل کرتے ہوئے اس کو یادرکھو۔ تا کہ اس سے نصیحت حاصل کرو۔"

جب ہم اس کو پڑھیں گے تو اس سے نصیحت حاصل کریں گے پھر جب اس کو عمل میں لائیں گے تو اس کو یادرکھیں گے یعنی ذہن میں رکھیں گے۔

آخری مرحلہ ہوگا:

وہ اس کو یادرکھنے کے بعد اپنی زندگی میں اس کو شامل کرنا اور دوسروں کو بھی بتانا ہے کہ اللہ کا اس کے بارے میں یہ حکم ہے۔ جب کوئی غلطی کر رہا ہوگا یا کسی سے کوئی خطا ہو رہی ہوگی تب بھی ہم اس کو بتائیں گے کہ دیکھو ایسا نہ کرو۔ ایک مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اس کو اپنی عورتوں کو یاد کرادو۔" تا کہ وہ پڑھتی رہیں۔ عمل کرتی رہیں اور دوسروں کو بھی بتاتی رہیں۔ اگر ہم ''لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ'' لیں تو اس کو ہم نے یاد بھی کرنا ہے، نصیحت بھی پکڑنی ہے اور عمل کی توفیق بھی مانگنی ہے۔ ان باتوں کو پہنچانا اللہ کی توفیق سے ہے تا کہ لوگوں کو اندازہ تو ہو کہ اللہ نے ہمارے لیے کیا حدیں رکھی ہیں اور کیا قوانین بتائے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آج اگر ہم اپنے معاشرے کی بات کریں خاص طور پر نئی نسل کو اندازہ ہی نہیں کہ اللہ نے حکم کیا دیا ہے؟۔ قرآن میں آیا کیا ہے؟۔ بس ایک جملہ یاد رکھ لیا گیا ہے کہ ہمارے دین میں زبردستی نہیں۔

اس کا کیا مطلب ہے کہ جو اللہ نے فرض کر دیا ہے اس میں کوئی زبردستی نہیں۔ یعنی دین جو چاہو عمل کرو اور جو چاہو عمل نہ کرو۔ تمھیں یہ آیات اس لیے آسان کر کے سمجھائی گئی ہیں تاکہ تم اس کو بار بار دہراتے رہو۔ یعنی ''لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ'' کرتے رہو اور لوگوں کو بھی سکھاتے رہو۔

برے کام کی سخت سزا:

آیت ۲ میں ہے کہ زانی مرد اور زانیہ عورت یعنی بدکار مرد اور بدکار عورت ان دونوں کو ۱۰۰، ۱۰۰ کوڑے لگاؤ۔ چاہے کہ تم ان میں سے کسی پر نرم رویہ نہ رکھو۔ یعنی اللہ نے واضح کر دیا کہ ان پر ترس نہیں کھاؤ۔ دیکھیں جب اللہ فرض کرتا ہے یا کوئی قانون بناتا ہے تو سختی سے حکم دیتا ہے۔ اللہ نے چھوڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ سزا تجویز کی کہ اس کو سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں۔ اگر تم نے نرمی کرنا چاہی تو معاشرہ خراب ہو جائے گا۔

پھر سو کوڑے لگاتے ہوئے کئی ایسے ہوں گے جو کہیں گے کہ کیا ہم معاشرے میں لوگوں کی چمڑیاں ادھیڑ دیں۔ ایسا کہیں گے نا؟! لہٰذا تم نے ایسا نہیں کہنا۔ ان پر ترس نہیں کھانا۔ کیونکہ جب سورۃ شروع کی تو ہم نے پڑھا کہ یہ ''رحمٰن'' اور ''رحیم'' رب کی طرف سے حکم ہے۔ تم اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہو جس طرح اللہ رب العزت نے کہا کہ: ''قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے۔'' اسی طرح اس سختی میں تمھارے لیے سکون اور اطمینان ہے۔ جس طرح قصاص میں زندگی رکھی اور قتل کی سزا مقرر کی تو اگلی دفعہ کوئی قتل کرنے سے رک جائے گا۔ اسی طرح اگر بدکاری کی سزا دی جائے تو اگلی دفعہ کوئی بدکاری کرنے سے پہلے سوچے گا اور اس سے باز رہے گا۔

فطرت بنائی:

اللہ رب العزت نے انسان کے اندر کچھ فطری باتیں اور فطری محبتیں رکھی ہیں جیسے اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے سورۃ آل عمران میں کہا ہے کہ

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾

''لوگوں کے لیے نفسانی خواہشوں کی محبت مزین کی گئی ہے، جو عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کیے ہوئے خزانے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی ہیں۔ یہ دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔'' (آل عمران:14)

وہ سب محبتیں جو فطری ہیں اور ہماری فطرت کس نے بنائی ہے۔؟ اللہ رب العزت نے بنائی ہے۔ تو اللہ نے کوئی حکم ایسا نہیں دیا جو ہماری فطرت کے موافق نہ ہو۔ اگر اللہ نے ہمیں ان باتوں سے روکنا ہوتا تو اس کو ہماری فطرت میں رکھتا۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم اس قانون کے مطابق زندگی گزارو۔ فطرت سے ہٹ کر شیطان کے پیچھے لگ کر اپنی زندگیاں خراب نہیں کرو۔ اور یہ جو اللہ رب العزت نے بدکاری سے روکا ہے اور اس کی سزا مقرر کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انسان بدکاری سے رک سکتا ہے اور رک جائے۔ یہ شیطان ہے جو اس کو غلط راہ پر لے کر جاتا ہے۔ اسلام ہمارے اور اللہ کے احکامِ فطرت کے خلاف جنگ نہیں بلکہ فطرت کے مطابق سارے اعمال بجالانے کا حکم دیتا ہے انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ پاکیزہ زندگی گزارے رشتوں کی حرمت کا خیال رکھے جائز تعلقات میں سکون محسوس کرے۔ لحاظ اور شرم اسکی فطرت میں رکھی ہے۔ شیطان اسے ان انسانی خصوصیات سے دوری حیوانی عادات کا خوگر کر دیتا ہے۔ اسلام چاہتا ہے انسان بلندی کی طرف سفر کرے پستی کی طرف نہیں۔

غلطی تو ہو ہی جاتی ہے:

جیسے ہمارے معاشرے میں بولا جاتا ہے کہ:

''۔ بندہ پھسل ہی جاتا ہے۔ غلطی تو ہو ہی جاتی ہے۔ دل تو کر ہی آتا ہے۔ بندہ بشر ہے، خطا کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پتلا ہے۔"

نہیں ایسا نہیں ہے کہ بندہ بشر کو بنانے والا خالق یہ بتاتا ہے کہ بندہ بشر کیا کرے۔ یہ مشینری اللہ نے بنائی ہے تو وہ اللہ ہی ہمیں بتا رہا ہے کہ اس کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی مشین کو بناتا ہے تو اس کے بارے میں بتاتا ہے کہ اس کو کیسے استعمال کرے۔ کتنی دیر اور وقفہ دے۔ کب اس کی آئلنگ کرے۔ ہر مشینری پر کوئی نہ کوئی ہدایات لکھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے بھی انسان کو بنانے کے بعد ہدایات دیں کہ اس کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ کس طرح چلانا ہے۔ اس لیے کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ انسان کیا کرے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے بتا دیا ہے کہ وہ کیا کرے اور کیسے کرے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ انسان بہک جاتا ہے وہ بہکتا کیوں ہے۔ کیونکہ اس نے "لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ" والی آیت کو نہیں سمجھا۔ اللہ کے فرض کیے ہوئے کو فرض نہیں سمجھا۔ جب کہ ہم اپنے گھریلو حالات پڑھیں گے تو ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ ہم نے ان کو فرض سمجھ کر یا گھر میں اللہ کا قانون رائج کرنے کے لیے ان کو نہیں اپنایا۔

تو ایسے میں

اللہ تعالیٰ قانون توڑنے پر کچھ سزائیں مقرر فرماتے ہیں کہ کوئی مرد یا عورت میں سے جو بھی بدکار ہو اسے سو کوڑے لگائے جائیں۔ اللہ رب العزت چاہتے ہیں جو انسانیت کا ایک تعلق ہے اس کو قائم رکھا جائے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مستقل تعلق، ایک نرم (soft) تعلق اور ایک باعزت تعلق قائم کرنے کی اجازت دی ہے۔

اللہ نے نیک اور پاک دو جسموں کو ملایا ہے۔ گندے لوگوں کو نہیں ملایا۔ کیونکہ اللہ چاہتے ہیں کہ انسان باشعور ہو کر ایک پاک زندگی گزارے۔ جانوروں والی حیوانی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر انسان اور حیوان کے درمیان کیا فرق رہ گیا جس کا خاندان نہیں ہے جس کے رشتوں کا احترام نہیں ہے۔ جس کے اندر کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جس کے لیے ایک مؤنث پھر دوسری مؤنث سب برابر ہیں۔ اللہ نے انسانوں میں ایسا نہیں رکھا۔ اللہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واضح کر دیا کہ فلاں تمھارے لیے محرم ہے اور فلاں نامحرم۔ حدیں مقرر کر کیں تا کہ اس سے صرف وہ کام نہ لیا جو جانور بھی لیتے ہیں۔ کیونکہ جانور اپنی نسل کو غیر شعوری طور پر آگے بڑھاتے ہیں۔ جانور اپنی نسل کو جانوروں والے انداز میں آگے بڑھاتے ہیں۔ ان کی نسل کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

انسان کو شعور ملتا ہے

اللہ رب العزت نے اس کو جانوروں جیسی زندگی گزارنے سے منع کیا تا کہ نیک اور باعزت لوگ ایک چھت کے نیچے رہ کر اپنی نسل کو پروان چڑھائیں۔ اپنے اس باغ کی آبیاری ایک بہتر انداز میں کر سکیں۔ اس کے برعکس جو آج کل مغربی معاشرے میں ہو رہا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے بھاگ گئے۔ ذمہ داری ایک ماں کے اوپر ڈالی۔ ماں نے اس کو تھوڑا بڑا کیا پھر اس کو کہا کہ چل بچے خود کما، خود کھا اور خود پڑھ۔

بظاہر دنیا میں آپ کو ٹھیک لگتا ہے مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر غور کریں تو وہ بچہ کون ہے۔ جس کو پتہ ہی نہیں اس کا باپ کون ہے؟ اگر باپ کا پتہ ہے تو اس کی ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہے۔ اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ماں اکیلی کیا کرتی وہ خود کو پالتی یا اپنے بچوں کو پالتی لہذا انھوں نے معاشرے کا طرز زندگی یہی بنا دیا۔

لیکن ہمارے اسلامی معاشرے میں ایسا نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے کہا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرو۔ اس پر نظر رکھو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ نماز نہیں پڑھ رہا تو اس کو مارو۔ تو کیا مطلب ہے نظر رکھی ہے تو مارو گے۔ جب بالغ ہو جائے خود کمانے کے قابل ہو جائے پھر اس کی اپنی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس سے پہلے وہ تمھارے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت اس گناہ کے غلط کام کی اس لیے حوصلہ شکنی کر رہے ہیں تا کہ آگے آنے والی نسل باعزت اور پاک صاف ہو۔ اسی وجہ سے اللہ نے اس کی اتنی بڑی سزا یعنی سو کوڑے مقرر کیے ہیں۔ یہ چھوٹی سزا نہیں ہے۔ چھوٹا جرم نہیں ہے۔ ہم فخر کر سکتے ہیں کہ الحمد للہ کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن پچھلے دس سے پندرہ سالوں میں جو نسل کی تربیت کی گئی ہے ان کی جو ذہن سازی کی گئی وہ اس چیز کو برا نہیں سمجھ رہی بلکہ تعلقات کو ایسے نام دیئے گئے ہیں کہ اس کو معیوب نہیں سمجھا جا رہا۔ ہمارا میڈیا اس چیز کو پروموٹ کر رہا ہے۔ میڈیا پہ بیٹھ کر لوگ اپنے ناجائز تعلقات کو بتا رہے ہیں۔ کھلم کھلا بتایا جا رہا ہے کہ ہمارے درمیان ایک رشتہ قائم ہو گیا ہے اب ہم سوچ رہے ہیں کہ ایک بندھن میں بندھ جائیں۔ میڈیا اس چیز کو نشر کر رہا ہے۔

اعلان سزا

اللہ رب العزت نے کہا کہ اگر پتہ چل جائے تو اس کو سزا دو۔ نبی کریمؐ کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آتا تو آپ ﷺ اس کو سزا دیتے یا نہیں۔؟ بتائیں وہ بھی معاشرے کا محض رواج سمجھ کر چھوڑ دیتے۔؟ ایک عرصے سے ان میں یہ پختہ عادات چلی آ رہی تھیں پھر بھی سزا ملتی۔ لیکن آج میڈیا پر بیٹھ کر کھلم کھلا بتایا جا رہا ہے اور حکمران کیوں ان کو سزا نہیں دیتے۔؟ کیوں قانون پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔؟ اللہ تو کہتے ہیں کہ میں نے فرض کر دیا ہے۔ تو کیوں سزا نہیں دی جا رہی اس ملک میں جو اسلامی نظریہ پاکستان ہے۔؟ جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا جو "لا الٰہ الا اللہ" کے نام پر حاصل کیا گیا۔ عدالتیں سزائیں نہیں دیتیں۔ حکمران ان کو نہیں پکڑتے۔ کیوں اس لیے کہ وہ خود اس کو برا نہیں سمجھتے۔ سزا میں اور آپ نہیں دے سکتے سزائیں عدالتیں دیتی ہیں اور حکمران دیتے ہیں لیکن وہ اس کو برا نہیں سمجھ رہے تو سزا کیسے دیں۔ ان کی اجازت سے سب پروموٹ ہو رہا ہے۔ ان کو اس چیز کو میڈیا پر لانے کا معاوضہ مل رہا ہے۔ یہ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا کہ:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ﴾

"ان لوگوں کے لیے بڑی ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے پاس سے ہے، تاکہ اس کے ساتھ تھوڑی قیمت حاصل کریں، پس ان کے لیے بڑی ہلاکت اس کی وجہ سے ہے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ان کے لیے بڑی ہلاکت اس کی وجہ سے ہے جو وہ کماتے ہیں۔'' (البقرۃ 79)

برملا اظہار

یہ نہیں سمجھ میں آتی کہ برملا اظہار کرنے والوں کو کیوں پکڑا نہ جائے۔ پہلے تو لوگ چھپ چھپا کر بدکاری کیا کرتے تھے تاکہ کرپشن چھپی رہی۔ پھر اگر کوئی پکڑا جاتا تو وہ انکار کرتا اور شرمندہ ہوتا کہ نہیں میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد اتنا کھل گئے ہیں کہ شیطان نے اس بے راہ روی کو اس انداز میں انسانوں کے اندر پیوست کر دیا۔ یہ سورۃ ہمیں ان برائیوں کے مقابلے میں ہدایت کی روشنی دے گی ان شاء اللہ!۔ شیطان آپ کے راستے آہستہ آہستہ کھلے کرتا جاتا ہے۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں۔

ہمیں اللہ نے اس لیے پیدا نہیں کیا۔ دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا بلکہ اپنی عبادت کے لیے بھیجا۔ اپنے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے بھیجا۔ اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے، آزمائش پر پورا اترنے کے لیے جو اللہ نے دنیا میں بھیجنے کے بعد ہم سے لینی ہے۔ اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔ یہ سمجھ لیں کہ اگر دنیا میں سزا سے بچ بھی گئے تو آخرت میں اللہ سزا ضرور دے گا۔ معاشرے کی خوشی اور معاشرے کی بات ماننے کے لیے ہم نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ہم کس لیے آئے ہیں۔ ہم اللہ کی عبادت کرنے کے لیے آئے ہیں۔ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے اس کھلے ماحول میں جانے کے لیے آئے ہیں جس میں کوئی قدغن نہیں۔ پھر وہ کھلا ماحول ملے گا جس میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔ جتنی مرضی چاہے کھلی زندگی گزار لیں۔ جنت جیسی کھلی زندگی کہیں نصیب ہو سکتی ہے۔؟ بتائیں کہیں ہو سکتی ہے۔؟

اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ ایسا کرنے والوں کو سو کوڑے مارو۔ پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے مزید اس کی روک تھام کے لیے شادی شدہ جوڑے کے لیے سنگسار کی سزا رکھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے والوں کو سنگسار کیا۔

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْأَسْلَمِيَّ، أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي، وَزَنَيْتُ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، فَرَدَّهُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِيَةَ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: "أَتَعْلَمُونَ بِعَقْلِهِ بَأْسًا، تُنْكِرُونَ مِنْهُ شَيْئًا؟" فَقَالُوا: مَا نَعْلَمُهُ إِلَّا وَفِيَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِينَا فِيمَا نُرَى، فَأَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَيْضًا فَسَأَلَ عَنْهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ، وَلَا بِعَقْلِهِ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَ لَهُ حُفْرَةً، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ، قَالَ، فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ تَرُدُّنِي؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى، قَالَ: "إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي"، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ، قَالَتْ: هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ، قَالَ: "اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ"، فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هَذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ فَطَمْتُهُ، وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ، فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّهُ إِيَّاهَا، فَقَالَ: "مَهْلًا يَا خَالِدُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ"، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَدُفِنَتْ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کہا کہ یارسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے کہ زنا کر بیٹھا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں۔ آپ ﷺ نے ان کو پھیر دیا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو وہ پھر آئے اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو پھیر دیا اور ان کی قوم کے پاس کسی کو بھیجا اور دریافت کرایا کہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے؟ اور تم نے کوئی بات دیکھی؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو کچھ فتور نہیں جانتے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں ان کی عقل اچھی ہے۔ پھر تیسری بار ماعز رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان کی قوم کے پاس پھر بھیجا (اور یہی دریافت کرایا) تو انہوں نے کہا کہ ان کو کوئی بیماری نہیں ہے اور نہ ان کی عقل میں کچھ فتور ہے۔ جب وہ چوتھی بار آئے (اور انہوں نے یہی کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے حالانکہ توبہ سے بھی پاکی ہو سکتی تھی مگر ماعز رضی اللہ عنہ کو شک ہوا کہ شاید توبہ قبول نہ ہو)، تو آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک گڑھا کھدوایا پھر وہ آپ ﷺ کے حکم پر رجم کئے گئے۔ راوی کہتا ہے (اس کے بعد) غامدیہ کی عورت آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو پھیر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اس نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ مجھے کیوں لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ ایسے لوٹانا چاہتے ہیں جیسے ماعز رضی اللہ عنہ کو لوٹایا تھا۔ اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں (تو اب زنا میں کیا شک ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اگر تو نہیں لوٹتی (اور توبہ کر کے پاک ہونا نہیں چاہتی بلکہ دنیا کی سزا ہی چاہتی ہے) تو جا، جننے کے بعد آنا۔ جب ولادت ہوگئی تو بچہ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور کہا: لیجئے یہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جا اس کو دودھ پلا جب اس کا دودھ چھٹے۔ (شافعی اور احمد اور اسحٰق کا یہی قول ہے کہ عورت کو رجم نہ کریں گے جننے کے بعد بھی جب تک دودھ کا بندوبست نہ ہو ورنہ دودھ چھٹنے تک انتظار کریں گے اور امام ابوحنیفہ اور مالک کے نزدیک جنتے ہی رجم کریں گے) جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا اور عرض کرنے لگی کہ اے اللہ کے نبی (ﷺ)! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ ﷺ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے وہ بچہ ایک مسلمان کو پرورش کے لئے دے دیا۔ پھر آپ کے حکم سے ایک گڑھا کھودا گیا اس کے سینے تک اور لوگوں کو اس کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا تو خون اڑ کر سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے منہ پر گرا۔ سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو برا کہا اور یہ برا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار اے خالد (ایسامت کہو) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر (ناجائز) محصول (ٹیکس) لینے والا (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور حقوق العباد میں گرفتار ہوتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) بھی ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے (حالانکہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا) پھر آپ علیہ السلام نے حکم کیا تو اس پر نماز پڑھی گئی اور وہ دفن کی گئی۔ (صحیح مسلم :1695)

وہ مرد وعورت سزا کو قبول کر رہے تھے اور دنیا کی سزا کو آخرت کے مقابلے میں کم سمجھ رہے تھے۔ آج وہ لوگ ہیں جو سرعام اپنے گناہوں کی تشہیر کرتے ہیں اس پر اتراتے ہیں اور ان کو کوئی ٹوکنے والا نہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایسا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پکڑ کی اور سزائیں دیں۔ غیر شادی شدہ کے لیے تو ۱۰۰ کوڑے اور جو شادی شدہ ہیں وہ ایک پاک رشتہ ہونے کے باوجود ایسا کام کریں تو اس کے لیے سنگسار کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے اپنے غصے کا اظہار کیا کہ اس کے لیے وہی سزا مقرر کی جو لوط علیہ السلام کی قوم کے لیے کی تھی۔ ان پر بھی پتھروں کی بارش ہوئی تھی۔ ایسی بارش جو آج تک آسمان سے نہیں ہوئی۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ ایسا کرنے والے مرد یا عورت پر پتھروں کی بارش کر دو۔ یہاں تک کہ وہ اس کی جان لے لیں۔ کیونکہ اس نے شعور کے ساتھ یہ کام کیا اس لیے اللہ نے سخت غضب وغصہ کا اظہار کیا۔

www.kitabosunnat.com

خودساختہ تخفیف

معاشرے میں جو شادی شدہ کو بڑا لائٹ لیا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوانین میں فرق رکھا جاتا۔ اللہ نے یہ نہیں کہا کہ شادی شدہ سے کم پردہ کرو اور جو شادی شدہ نہیں ہیں ان سے اچھی طرح پردہ کرو یا شادی شدہ نظر نیچی نہ رکھیں انکا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ رب العزت نے سب کے لیے برابر قوانین بنائے۔ شادی شدہ کے بارے میں ایسا رویہ رکھا جاتا ہے جیسے وہ غلطی نہیں کرے گا یا اس سے اب کوئی جرم سرزد نہیں ہوگا۔ اسی غلط فہمی کا فائدہ اٹھاتے ہیں وہ لوگ جن کے دل میں مرض ہوتا ہے۔ شیطان اسی سوچ کو گمراہی کے لیے استعمال کرتا ہے، اکساتا ہے، کہ تم پر شک ہی نہیں جو بھی کر سکتے ہو کر لو۔

اللہ رب العزت اتنی سخت سزا دینے کے بعد ہر وقت کی حیوانیت کو روکنا چاہتے ہیں۔ اس لیے آپ کو ہر نامحرم سے بچانا ہے چاہے وہ عمر میں بڑا ہو یا چھوٹا۔ اپنی بچیوں کو بچانا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے بچوں کو بھی بچانا ہے جو آج کل کے حالات ہیں۔ ان میں اللہ کا خوف پیدا کرنا ہے، ہم نہیں بچا سکتے صرف اللہ بچا سکتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول ہے کہ:

﴿وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (سورہ یوسف)

”اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتی، بے شک نفس تو برائی کا بہت حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

ہم صرف کوشش کر سکتے ہیں۔ اللہ سے دعا کر سکتے ہیں۔ اپنے دل میں خوف خدا پیدا کریں۔ بچوں کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کریں۔ انھیں صحیح اور غلط کی پہچان کروائیں۔ اگر اللہ کا خوف دل میں نہ ہو تو پھر سر عام میڈیا پہ آ کر اپنی غلطیوں کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور کوئی ان کی پکڑ کرنے والا نہیں ہے۔ اگر اس کو پتہ ہو کہ مجھے سو کوڑے یا سنگسار کی سزا ملے گی تو وہ کبھی اس کی نمائش نہ کرے بلکہ اپنے گناہ کو چھپائے۔ یہی لوگ شیطان کے کارندے خود کو اتنا مزین کرتے ہیں کہ دل کھنچا چلا جائے ہیں کوئی شادی یا کوئی اور فنکشن آ جائے تو ہمارے بچے اور بچیاں ان کے فیشن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اپناتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ آج کل فیشن کیا چل رہا ہے۔ ہم کیوں ایک غلط چیز کی اتباع کرتے ہیں خاص طور پر اللہ اور اسکے رسول کے نافرمان لوگوں کی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ: "غیر مسلموں کی اتباع نہ کرو"۔ اور کہا ہے "عورتیں مردوں جیسا لباس نہ پہنیں اور مرد عورت جیسا۔" کیونکہ اسی سے گناہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے کہ "تم وہ رنگ نہ پہنو جو وہ رنگ پہنتے ہیں۔" تو ایک مسلمان کیسے ان کے مکمل اطوار اختیار کرسکتا ہے۔

ڈھنگ بدل جاتے ہیں

ان چیزوں سے فرق پڑتا ہے تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ کیونکہ ذہن ان کے ساتھ چلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ جو ہمارا سارا سسٹم بدل رہا ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم دیکھتے ہی ان کو ان سے متاثر ہوتے ہیں ان جیسا بننا چاہتے ہیں۔ پہلے خاندان کا رواج اپنایا جاتا تھا۔ اب خاندان کے رواج سے ہٹ کر کچھ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جو میڈیا پر چل رہا ہوتا ہے اس کی تباع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اگر تم ایمان والے ہو اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے زندگی گزارو۔" اگر تم ایمان نہیں رکھتے ہو تو تم کو بے راہ روی سے کون روک سکتا۔؟ ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ایمان ہوگا تو تم اللہ کی باتوں پر عمل کرسکو گے۔ اگر کتاب پر، قرآن پر اور اللہ پر ایمان ہے تو اس کے قانون کو مانے گا۔ اس حکم کو فرض سمجھا جائے گا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایمان اللہ پر ہو اور محبت غیر اللہ سے۔؟

اور مزید اس میں اللہ رب العزت نے کہا ہے کہ سزا دیتے وقت مومنین میں سے گواہوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہو۔ جو اللہ کی طرف سے اس کو سزا سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کی بات کو حق سمجھتے ہیں تاکہ وہ اس کا ذکر کریں اس کو آگے بتائیں۔ اس کا خوف کھائیں۔ اس سے معاشرے کی اور اپنی بھی اصلاح کریں تاکہ جان سکیں یہ گناہ تھا برائی تھی اس لیے اسے سزا مل رہی ہے۔ ہمیں بچنا ہے اس سے رکنا ہے اس سے اور نفرت کرنی ہے اس سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چلتا جملہ

ہمارے معاشرے میں ایک جملہ بڑا عام بولا جاتا ہے کہ مرد کا کچھ نہیں جاتا بدنامی تو عورت کی ہوتی ہے۔ اگر ہم دیکھیں تو اللہ رب العزت کے اس حکم کے مطابق مرد کا کچھ جاتا ہے یا نہیں؟ اللہ رب العزت نے برابر کی سزائیں رکھی ہیں۔ مرد کے لیے کچھ کمی نہیں کی۔ اللہ نے آخرت میں اس کو بھی ویسے ہی پکڑنا ہے جیسے عورت کو پکڑنا ہے۔ ایسے جملے شیطان کی طرف سے حوصلہ بنتے ہیں مجرم خود کو مجرم سمجھتا ہی نہیں۔ کیا مرد کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔؟ کیا اسکا کچھ نہیں بگڑا۔؟ اللہ کی مار ایسے لوگوں پر جو ایسے بہکاوے میں جرم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اپنی آخرت برباد کرتے ہیں دوسرے کو بھی گمراہ کر کے گناہ گار کرتے ہیں۔

دوسرا حکم:

﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾

''مرد نکاح نہیں کرے گا مگر کسی زانیہ عورت سے، یا کسی مشرکہ عورت سے، اور زانیہ عورت، اس سے نکاح نہیں کرے گا مگر کوئی زانی یا مشرک۔ اور یہ کام ایمان والوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔''

دوسرا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ زانی مرد کسی زانیہ یا مشرکہ سے ہی نکاح کرے کسی پاک دامن عورت سے اس کا نکاح نہ کیا جائے اور ایک زانیہ عورت کا نکاح زانی مرد یا مشرک مرد سے کیا جائے۔ کسی پاکدامن مرد کے نکاح میں اس کو نہ دیا جائے۔ بدکار، بدکار کے لیے ہی صحیح ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس میں مومنین کی حرمت بیان کی ہے۔ مومن مرد گندی بدکردار عورت سے شادی نہ کرے اور مومن عورت گندے بدکردار مرد سے شادی نہ کرے۔

اب بتائیں مرد کا کچھ جاتا ہے کہ نہیں۔؟ ہم نے نہیں ان کو سزا دی۔ ہم نے یہ کہہ دیا کہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم نے انھیں احساس دلایا کہ آدمی تو جوانی میں بہت کچھ کر لیتا ہے۔ مائیں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کھڑے ہو کر کہتی ہیں۔ مائیں خود اپنے بیٹوں کو حوصلہ دیتی ہیں۔ ایسی مائیں اس گناہ میں برابر کی شریک ہیں۔ ایسی بہنیں جو کہتی ہیں کہ میرے چاند جیسے بھائی کے آگے پیچھے تو ۱۰، ۱۰ پھرتی ہیں۔ وہ گناہ میں برابر کی شریک ہیں۔ وہ جرم میں شامل ہیں۔ مائیں بہنیں خراب کرتی ہیں۔ شیطان کی طرح حوصلہ افزائی کرتی ہیں نہ انکا دل کڑھتا ہے نہ نفرت پیدا ہوتی ہے۔ موجودہ جاہلیت کا تصور دیکھیں یہ ایک سٹینڈرڈ بن گیا سٹیٹس بن گیا ہے۔

من موجی نہیں

مرد کے لیے اللہ رب العزت نے کھلی چھوٹ نہیں رکھی۔ ایک غیر فطری عمل ہے کہ عورت چھپ چھپ کر رہے اور مرد دندناتا پھرے، پھر یہ سمجھے کہ معاشرے پُرسکون اور پُرامن رہ جائے گا۔؟ اس طرح کا بد فعل کرنے والے بے ایمان ہیں۔ اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس نے اللہ سے، اپنی بیوی یا شوہر سے بے ایمانی کی۔ ایسے بے ایمان بے ایمانوں کے ساتھ۔ دوسرا جو فطری گندا ہوتا ہے اس کا نباہ فطرتاً پاک عورت سے ہو ہی نہیں سکتا۔ تیسرا ایک فریق نیک ہے اور دوسرا ابدی لے کر آتا ہے تو بہ نہیں کرتا تو اس کی اگلی نسل پر بہت اثر پڑتا ہے۔ دیکھیں اللہ رب العزت نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ ایک بیماری ہے اس لیے بیمار جسم کو تندرست جسم کے ساتھ مت ملاؤ! وہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ اس کی آنے والی نسل پر اس کے بُرے اثرات ضرور پڑیں گے۔

اپنی خطاؤں کی

اللہ سے معافی مانگ لیں۔ اللہ ہماری اولادوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اللہ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما۔ اپنی غلطی اور کوتاہی کی سزا ہماری اولاد پر نہ ڈالنا۔ اللہ رب العزت ہم تجھ سے ڈرنے والے ہیں۔ تیسرے حکم کو حکم سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہم تجھ سے خوف کھاتے ہیں۔ یا اللہ ہماری اور ہمارے بچوں کی حفاظت فرما۔ جن کی شادیاں نہیں ہوئیں انھیں نیک ساتھی عطا فرما۔ اور جو شادی شدہ ہیں ان کے ساتھیوں کو نیک بنا۔ معاشرے کے لیے بھلائی پھیلانے والے بنا، گھروں میں سکون دینے والے بنا، خود کو اور گھر والوں و آگ سے بچانے والا بنا۔ آمین!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت 4 تا 5:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

''اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انہیں اسی دُرّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور وہی لوگ نافرمان ہیں۔ مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی اور درست ہو گئے تو بے شک اللہ بھی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔''

پہلی 3 آیات کو ذہن نشین کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس سورۃ کو فرض کر کے ہم پر اُتارا ہے۔ اس کے سارے احکامات سفارشات نہیں ہیں بلکہ فرض ہیں۔ دوسرا ہم نے دیکھا تھا ایک انتہائی گھناؤنا جرم جس پر اللہ رب العزت سزا سو کوڑے رکھی اور اس کے بارے میں فرمایا کہ کوئی دل میں رحم یا شفقت محسوس نہ کرے جب وہ سو کوڑے لگا رہا ہو۔ تیسری آیت میں ہم نے دیکھا تھا کہ اللہ نے دو گروپ علیحدہ کر دیے ہیں۔ نیک صاف لوگوں کو اور بدکردار کو۔ اور کہا کہ آپس میں رشتہ نہ بناؤ۔ ایک دوسرے کے ساتھ نہ رہو۔ تا کہ ایک کی گندگی دوسرے کے ساتھ اثر انداز نہ ہو۔ اگر پاک رہنے والا گندے کو برداشت نہ کرے تو ایسے میں رشتہ میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے سامنے بھی یہ واقعہ پیش آتا ہے۔ آیات اُترنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی تھے جو اسلام لانے سے پہلے چوریوں، ڈاکوں وغیرہ میں کافی مانے جاتے تھے۔ تو اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ نے انھیں ایک خاص ڈیوٹی سونپی ان کے اندر خاص تجربہ دیکھتے ہوئے کہ وہ مکہ میں جو ہمارے قیدی ہیں ان کو وہاں سے نکال لایا کریں۔ ہر مہینے، ہر روز یا تیسرے چوتھے روز جب موقع ملتا قیدی اُٹھا لاتے۔ ایک دن جب وہ گئے ہیں قیدی کو لینے تو اس وقت ایک خاتون جس سے آپ کا اسی قسم کا کوئی تعلق رہ چکا تھا۔ اس نے آپ کو پہچان لیا اور پیچھے سے آواز دے کر کہتی "تم آؤ میرے پاس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آج رات ہمارے ساتھ رہو۔" اُس صحابی نے اللہ کے خوف کے مارے اس چیز کا جواب دے دیا۔ اس نے سور مچایا۔ بدکار لوگ تب بھی ایسے ہی تھے جیسے اب ہیں جب ان کا کام نہیں بن پاتا تو شور مچاتے ہیں۔ خیر آپ چھپتے چھپاتے قیدی کو لے کر چلے گئے۔ اور جا کر سارا واقعہ نبی کریم ﷺ کو بتایا اور کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ اب چونکہ میں ایمان لا چکا ہوں اب ایسا کام نہیں کروں گا لیکن اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اس سے نکاح کر لوں۔ تو اس کا جواب اللہ رب العزت نے دیا کہ ایک نیک شخص ایک بد سے نکاح نہ کرے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت نے حرام کر دیا اس عمل کو لیکن جو اللہ سے توبہ کر لے ایسے کاموں سے باز آ جائے اسے قبول کرنا چاہیے اور بار بار اسے اس کو پرانے گناہ یاد نہ کرائے جائیں۔

پستی سے بلندی کا سفر

اب آیت 4 کے بارے میں پڑھتے ہیں۔ اسلام انسان کو انتہائی گراوٹ والی اور حیوانی سطح سے اُٹھا کر اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے۔ وہ ایک قانون بنا دیتا ہے انسان کے اس غلط تعلق کو منع کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے درست تعلق قائم کرنے کے لیے قوانین بنائے ہیں۔ اور اس کی تعلیم بھی دی ہے۔ حرمت کے رشتے بتا دیے یعنی ان رشتوں کے ساتھ یہ تعلق اس طرح سے بھی نہیں ہو سکتا جو جائز ہے یعنی "نکاح"۔

نکاح قانون ہے اور نکاح ان جائز رشتوں کے ساتھ نہ کرنا بھی قانون ہے۔ اس کی تعلیم بھی دی اللہ رب العزت نے اور اس کو اسلامی معاشرے میں قائم بھی کیا۔ یہ انسان کی اخلاقی سطح کو بلند کرنے کے لیے تھا۔ اسلام کسی جرم پر اس وقت تک شدید سزا نہیں دیتا جب تک اس کے خلاف کوئی احتیاطی تدبیر نہ کر لی جائے۔ یا اس کے خلاف کوئی احکامات، پہلے سے وارننگ اور ماحول نہ دے احتیاط کے لیے۔ پھر بھی اگر کوئی جرم کرتا پایا جائے تو اسلام کہتا ہے کہ اب ان کے ساتھ تھوڑی بہت ہمدردی نہ رکھی جائے۔

اسلام دراصل ایک نظام ہے۔ اسلام ایک مذہب نہیں ہے۔ اسلام ایک دین ہے اور دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک نظام ہے۔ اور نظام جب قائم ہو جاتا ہے تو پھر وہ سہولت دیتا ہے زندگی کو پاک صاف رکھنے کے لیے۔ اسلام جس معاشرے میں قائم کر دیا جاتا ہے اس معاشرے میں نظام سہولت کا دے دیا جاتا ہے کہ اس گندی زندگی سے بچ کر سہولت کے ساتھ پاک صاف زندگی گزاریں۔ اور جب پاک صاف زندگی گزارنے کی سہولت دی جاتی ہے تو پھر ناپاک زندگی گزارنے والوں کو پکڑ لیا جاتا ہے۔

جرم کی میسر سہولتیں

آج کے معاشرے کے حساب دیکھا جائے کہ ہمارے معاشرے میں سہولت دی جا رہی ہے آج کے دور میں یہ صرف پاکستان کی بات نہیں، نہ صرف لاہور کی بات ہو رہی ہے بلکہ پوری دنیا میں ایک رجحان شروع ہو گیا ہے کرپشن کا۔ کرپشن کے لیے راستے آسان کیے جاتے ہیں۔ جو سوال کی جاتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اس کرپشن سے کیسے بچائیں۔؟ پہلے تو ہم اولاد کو خود سہولیات دیتے ہیں۔ موبائل ان کے ہاتھوں میں تھماتے ہیں پھر کہتے ہیں تم ان سے بچ کر رہنا۔ جب انھیں ماحول ہی وہ دیتے ہیں تعلیمی ادارے بھی ایسے ہی دیتے ہیں پھر انھیں کہتے ہیں کہ تم غلطیوں سے رُک جاؤ تو یہ ممکن نہیں رہتا۔

جس معاشرے میں اسلام کا نظام قائم کیا جاتا ہے وہاں نیکی کی زندگی گزارنے کے لیے سہولیات دی جاتی ہیں۔ انھیں آسانی دی جاتی ہے ان کی رغبت ادھر دلائی جاتی ہے۔ ان کے لیے وہ راہیں ہموار کی جاتی ہیں ان کی خواہش اور شوق اسی طرح سے پروان چڑھتے ہیں۔ اس معاشرے میں آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ اجازت دیتا ہے کہ ایک نکاح کرلو۔ پھر دوسرے، تیسرے اور چوتھے نکاح کی بھی اجازت دیتا ہے۔ سہولیات دیتا ہے کہ وہ اپنی نیکی کے معیار کو نیچے نہ ہونے دے۔ پھر اگر کوئی بیوہ ہے تو اس بیوہ کا بھی نکاح کر دیتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ کوئی آدمی جو غیر شادی شدہ ہے تو اس کی بھی شادی کر دو تا کہ معاشرے میں اس بُرائی کا رجحان ختم ہو جائے۔ اسلام ہمیں کہتا ہے کہ جونہی بچے بالغ ہوں ان کی شادیاں کر دو۔ اللہ ہمارے لیے آسان کرے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اپنی جوان اولاد کو فوراً پاکی کے راستے کی طرف کر دو تا کہ وہ ناپاکی کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف نہ جائیں۔ یہ سارے احکامات رشتوں کا احترام سکھاتے ہیں۔ یہ قریب رہنے والے، ہر وقت پاس رہنے والے رشتے ان کے لیے تمھارے دل میں حُرمت ہوگی۔ اللہ رب العزت نے طبیعت اور فطرت نیک بنائی ہے۔ یہ جو جملہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دل اگر کسی پہ آجاتا ہے تو کیا کریں۔ اس میں کیا کریں والی کون سی بات ہے؟ حُرمت والے رشتوں پر دل کیسے آئے گا؟ آ ہی نہیں سکتا۔ حُرمت والے رشتے کے لیے ویسے احساسات نہیں تھے۔ آج ہم نے کرپشن کو سہولیات دے دی ہیں۔ فحاشی اور بے حیائی کو قبول کرتے جارہے ہیں۔ جس کی وجہ سے حرمت والے رشتے بھی کرپشن میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں اور ایک وہ دور جب ایک محلے یا ایک گاؤں کے لوگ کسی بچی کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور کہتے تھے یہ ہماری بچی ہے۔ سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے انھیں قطعی خیال نہیں آتا تھا کہ ہم نے کسی غیر محرم کو چھوا ہے۔ اور نہ ہی بچی کے ذہن میں آتا تھا کہ ہم نے کسی غیر محرم سے پیار لیا ہے (اگرچہ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا)۔ آج کے دور میں تو یہ رہا ہی نہیں۔ آج بہت قریبی رشتے جس کو آپ محرم رشتے کہہ رہے ہیں وہ کرپشن پر کیوں چل نکلے ہیں۔ اس لیے کہ اسلامی نظام معاشرے میں قائم نہیں ہے۔ جب اسلام کسی معاشرے میں قائم ہوجاتا ہے وہ اپنے آپ کو منوالیتا ہے۔ اپنا قانون بنالیتا ہے تو پھر قانون پر عمل نہ کرنے والوں کی پکڑ کرتا ہے۔ اور جو عمل کرتا ہے اس کی تعریف کرتا ہے۔ اسے سراہتا ہے، اسلامی ماحول ہونے کے باوجود بھی کوئی ایسا کام کرتا ہے اس کو شدید سزا دیتا ہے۔ جو سوکوڑوں کی بھی ہوسکتی ہے یا سنگسار کرنے کی بھی ہوسکتی ہے۔

دیکھو تو صحیح!

اس سارے رونے کا، ان ساری پریشانیوں کا رزلٹ کیا نکلا ہے۔؟ کیا رزلٹ ہے آج کے دور میں یہ کہ ہم نے اپنے معاشرے میں اسلامی نظام قائم نہیں کیا۔؟ انفرادی طور پر چھوڑتے جا رہے ہیں۔ ذاتی طور پر ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم دنیا کے ساتھ مل کر چلیں۔ ہماری خوشیاں، ہمارے غم اور ہمارے دوسرے معاملات دنیا جیسے ہی ہوں۔ ہم کہتے ہیں اب ایسا نہیں ہوسکتا اب ویسا نہیں ہوسکتا۔ اب کچھ تو رہنے دیں۔ ہم بھی اپنے آپ کو بہت جگہوں پر آسانیاں دینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں اور دیتے ہیں۔ اپنے بچوں کے لیے، اپنے آپ کے لیے، اپنے رشتہ داروں کے لیے اور اپنے ساتھیوں کے لیے۔ اس لیے کہ ملک میں اسلامی نظام قائم نہیں ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا تھا اس کو یاد رکھیے گا کہ:

"قیامت کے نزدیک دین ایک اجنبی دین بن جائے گا۔"

اور اب ایسا ہی ہے۔ اب یہ ہمارے لیے اجنبی ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں اندازہ ہی نہیں کہ ہم اس کے خلاف کہاں کہاں اور کیسے کیسے چل رہے ہیں۔ ہمارے وہ کون کون سے طریقہ زندگی ہیں جو سراسر اللہ رب العزت کی نافرمانی میں ہیں۔؟

اسلام جب مکمل طور پر کسی معاشرے میں قائم ہو جاتا ہے تو وہ پوری سوسائٹی کو اس سطح پر لے آتا ہے کہ وہ کرپشن کی زندگی نہ گزاریں بلکہ نیکی کی زندگی گزاریں۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کرپشن کرتا ہے تو پھر اس کو شدید سزا دیتا ہے اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ چوری کی سزا دیکھ لیں کم ہے۔ ایک انڈہ چور کرنے پر اس کی پکڑ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ اس چور پر لعنت کرے جو انڈہ چراتا ہے، تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے، اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔" (صحیح مسلم 1687)

کہا جاتا ہے کہ جانے دو ایک انڈا ہی تو تھا ٹوٹ بھی تو جاتا ہے۔ لیکن جب آپ کو سہولیات فراہم کی جاتی ہیں روزگار دے دیا گیا، حلال اور حرام سمجھا دیا گیا۔ ایسا نظام قائم کر دیا گیا کہ کسی محتاج کی بیت المال سے مدد کی جائے۔ کسی غریب کو رات بھوکا سونے نہ دیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ

"فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مر جائے تو اس کا بھی میں جواب دہ ہوں گا۔"

جب اتنی زیادہ سہولیات دے دی جائیں۔ اسلام نافذ کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ جرم کرنے والوں کو معاف نہیں کرتا۔ پھر ہاتھ ضرور کاٹتے ہیں۔ پھر سو کوڑے ضرور لگائے جاتے ہیں پھر سنگسار ضرور کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ملک میں یہ نظام قائم ہوتا دیکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہوئے اللہ سے بھی شرم آتی ہے اور خود سے بھی کہ ہم الفاظ کیا بول رہے ہیں۔ ہمارے اعمال اور دعاؤں میں کتنا تضاد ہے۔ اللہ ہمیں اپنے اندر بھی یہ نظام قائم کرنے کی ہمت اور طاقت دے۔ آمین!

یاد رکھیے! اسلام یکبارگی سزاؤں کے ذریعے جرم نہیں مٹاتا بلکہ جرم واقع ہونے سے پہلے حالات درست کرتا ہے۔ جن حالات میں جرم واقع ہوسکتا ہے ان حالات کو ختم کرتا ہے۔ صرف ایسا نہیں ہے کہ سنگسار کرنے کا حکم دے کر خالی آپ کو ڈراوا دیتا ہے یا دھمکاتا ہے۔ اس کے بعد ہم پوری سورۃ میں دیکھیں گے کہ صرف یہی سزا دے کر جرم کو نہیں روکا بلکہ حالات کو بہتر کیا۔ یہ سورۃ ہمارے گھر کے حالات کے بارے میں روشنی ڈالتی ہے۔ وہ ہماری تہذیب وتربیت پر زور ڈالتی ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا زور تعلیم پر ہے تربیت پر زور ختم ہوگیا ہے۔

کسی کی زندگی کے بارے میں پڑھتے ہیں تو اس میں دیکھتے ہیں کہ ان کی تعلیم وتربیت ان کے گھر سے شروع ہوئی۔ ان کی ماں نے ان کی تعلیم وتربیت کا آغاز کیا۔ آج ہمارے ہاں تربیت کا لفظ ہی گم ہوگیا ہے۔ صرف لفظ بولنا ہی چھوڑا نہیں گیا بلکہ اس کو ویسے ہی چھوڑ دیا گیا۔ صرف تعلیم دے رہے ہیں اور تعلیم بھی ایسی کہ نمبر لینے ہیں بعد میں دماغ میں کچھ رہے یا نہ رہے۔ تعلیم بھی ایسی نہیں ہے جو قابلیت پیدا کرے۔ ہم نے اپنی پوری نسل کو اس چکر میں لگا رکھا ہے۔

ہم نے قرآن کو چھوڑا جس کو اللہ نے تعلیم کہا تھا، علم کہا تھا۔ علم کیا ہے؟ "قرآن وحدیث" ہم نے اس کو علم کے خانے سے ہی نکال دیا۔ بلکہ بائیولوجی اور فزکس وغیرہ کو علم سمجھنے لگے۔ یہ ساری تعلیم ہے بس صرف اسلامیات تعلیم نہیں ہے قرآن تعلیم نہیں ہے۔

قرآن کے ساتھ ہم اس طرح مذاق کررہے ہیں۔ پڑھانے والا بھی تعلیم دینے والا نہ رہا اور پڑھنے والا بھی تعلیم لینے والا نہ رہا۔ اللہ کے ساتھ ہمارا تعلق مخلص نہیں، اللہ کی تعلیم کے ساتھ مخلص نہیں رہے۔ جب ہم کوئی کام کرتے ہوئے یہ محسوس نہیں کرتے کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو پھر جو مرضی کرتے پھریں دل میں خوفِ خدا نہیں ہوتا۔ پھر چاہے آپ اسے آکسفورڈ بھیج دیں یا آسٹریلیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیج دیں یا دنیا کے کسی کونے میں بھیج دیں اس کی تربیت نہیں ہوسکتی۔ تربیت صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے جب ہم انھیں اللہ کی بتائی ہوئی تعلیم دیں۔ اللہ کی کتاب ہمیں تعلیم بھی دے رہی ہے اور تربیت بھی کر رہی ہے۔ سورۃ النور کو ہی دیکھ لیں تعلیم بھی دے رہی ہے اور تربیت بھی کر رہی ہے۔ قرآن کو دیکھیں، سورۃ البقرۃ کو دیکھیں، سورۃ النساء کو لے لیں یا چاہے کوئی بھی سورۃ لے لیں۔ توحید کی تعلیم دی، شرک سے بچنے کی تعلیم دی۔ محمد ﷺ کی رسالت کی تعلیم دی۔ پھر وہ سورۃ النور میں ہماری تربیت کر رہا ہے اس لیے اللہ نے اس کو علم کہا۔

اسلام سب سے زیادہ تعلیم وتربیت پر زور دیتا ہے۔ اسلام نے اس لیے ماں کو گھر میں روکا تھا کہ وہ گھر میں رہ کر اپنے بچوں کو تعلیم بھی دے اور ان کی تربیت بھی کرے۔ مائیں جب سلاتی تھیں تو دعائیں یاد کراتیں، چھوٹی چھوٹی سورتیں یاد کرواتیں۔ یا پھر مختلف قصے اور واقعات سناتیں جن سے ہماری تربیت ہوتی۔ ہمیں اخلاقی طور پر بہتر بنانے کے لیے جھوٹ سے بچنے کے واقعات سناتیں۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سناتیں۔ یعنی ہمیں جھوٹ کا انجام، چوری کا انجام بتاتیں۔ وہ ساری تربیت دی جورات کو ماں پُرسکون ماحول میں اپنے بچوں کی کرتی تھی۔

اور آج کی ماں نے تربیت کیسے کرنا شروع کی۔ کھانا کھلانے بیٹھتی ہے موبائل اس کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ جیسے جیسے نوالہ منہ میں جاتا ویسے ہی موبائل کے اثرات بھی گئے۔ رات کو سلانے لگتی ہے تو یہی کام کرتی ہے۔ اب تو ویسے ہی ماؤں نے بچوں کو اپنے سے الگ کر دیا۔ اس لیے کہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتی اپنی پرائیویسی کو خراب نہیں کرسکتی۔ چھ ماہ کے بچے کو الگ جھولے میں ڈالا پھر اور تھوڑا بڑا ہوا تو کمرہ الگ کر دیا۔ تھوڑا سا تھپکایا اور سلا دیا۔ بچوں کو دوسرے کمرے لے جا کر اوپر چادر ڈالی اور کہا کہ بچے سوجا۔ کیا بچہ لیٹتے فوراً سوجاتا ہے۔ نہیں وہ ٹائم لیتا ہے۔ نیند آنے میں ٹائم لگتا ہے۔ وہی ٹائم ان کا ہوتا ہے جو وہ ماں کے ساتھ انجوائے ہوتے ہیں۔ جو وہ محسوس کرتے ہیں ماں کی موجودگی کو۔ یہی ان کی تربیت کا اصل ٹائم ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے تعلق جو ماں کا رکھا ہے خاص طور پر ماں کا کسی اور رشتہ میں نہیں۔ یہ جو تعلق اللہ رب العزت نے بچوں کا ماں کے ساتھ رکھ دیا ہے۔ اسی تعلق سے ان کا تعلق اللہ سے جوڑنا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سائنس کہتی ہے کہ ماں سے فون پر بات کرنے سے بچوں کی نفسیات بہتر ہوتی ہے۔ اس کی جسمانی بیماری میں آرام پہنچتا ہے۔ میں اپنی ماں سے بات کرتی ہوں مجھے سکون محسوس ہوتا ہے۔ میری بیٹی مجھ سے فون پر بات کرتی ہے اسے تسلی ملتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ امیچ منٹ ہوئی نا۔؟ میں نے جب اپنا پہلا "تھیسز" لکھا تھا تو اس کے مقدمہ میں یہی لکھا تھا کہ: "میں اس ماں کی شکر گزار ہوں جس نے لوری میں مجھے اللہ، اللہ ربی لا أشرك به شيئاً سنایا۔"

یہی سکھاتی تھیں نا مائیں۔؟ آج ہم نے تربیت چھوڑ دی اور ہم چاہتے ہیں بچے ویسے ہی نیک ہو جائیں جیسا ہم چاہتے ہیں مگر بغیر محنت کے۔

خواہش دل

آج ہمیں قرآن کی سمجھ آ گئی اور ہم نے چاہا کہ ہمارے بچے بھی ٹھیک ہو جائیں۔ ہمیں قرآن کی سمجھ ہوتی اس وقت میں جب ہم نے بچوں کی تربیت کرنی تھی تو ہم ضرور کرتے۔ اب بھی ہمارے پاس وقت ہے ہماری اگلی نسل کے لیے۔ اگر آپ کو یہ توفیق ہے اگر بچے آپ کے پاس بیٹھنے کو تیار ہیں۔ آج تو بچے ہی بیٹھنے کو تیار نہیں۔ آپ آوازیں دیں تو وہ آپ کے پاس ہی نہیں آئیں گے۔ اگر اللہ آپ کو توفیق دے کہ وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھیں تو انھیں ضرور "اللہ، اللہ ربی لا اشرك به شيئا" سکھائیں۔ انھیں سونے کی دعائیں، جاگنے کی دعائیں، نبی کریم ﷺ کی سنت اور وہ تمام اچھی باتیں سکھائیں جس سے ان کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا ہو۔ وہ بڑے ہو کر برے کاموں سے بچیں۔ ان کے قدم رُک جائیں۔ ان کی آنکھیں جھک جائیں۔ آج کا بچہ آنکھیں کیوں نیچے نہیں کرتا۔ اگر اس کو کہیں کہ آنکھیں نیچے کر دو تو وہ آگے سے کہتا ہے کہ کیا میں ٹھوکر لگنے سے گر جاؤں۔ مجھے بتائیے یہ تربیت ہے کہ مجھے میرے اللہ کی آیت سنائی جا رہی ہو اور میں آگے سے کہوں کہ چاہے انسان گر جائے۔ ہم نے بتایا ہی نہیں کہ نگاہ کیسے نیچی رکھنی؟ کہاں نیچی رکھنی ہیں؟ کیوں نیچی رکھنی ہے؟ اللہ کے حکم کا احساس ہی نہیں دلایا اللہ کا خوف نہیں۔ اگر پتہ ہوتا کہ یہ رب العزت کی بات ہے تو مذاق کرنے کی جرأت کیسے ہوتی۔ کون ہوتا جو اس کے بارے میں کہتا کہ چاہے میں ٹھوکر لگنے سے گر جاؤں۔ کیا رب نے ہمیں گرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے بنایا ہے؟ کیا اس کے احکامات ہمارے لیے پریشانیاں اور مشکلات پیدا کرنے کے لیے ہیں؟ (نعوذ باللہ) اللہ نے ہم پر تشدد نہیں کیا۔ جیسے اس نے ہمیں بنایا۔ جس فطرت پر بنایا اس نے ہمارے اندر وہ چیز ڈال دی جیسا کہ میں نے حُرمت کے رشتوں کے لیے آپ کو بتایا۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان کا ضمیر جاگ اُٹھے۔ وہ ہمارے ضمیر کو جاگتا رکھتا ہے۔ تعلیم و تربیت کرتا ہے ہماری۔ ہماری ضمیر کو جاگنے کا کہتا ہے کہ سونا نہیں۔ جو" سوتا ہے وہ کھوتا ہے"۔ جب امتحان آتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ بچو سوتے رہو گے تو کھو دو گے۔ جس کا ضمیر سوتا ہے وہ تو دوسرے والا'' کھوتا'' بن جاتا ہے۔ اس'' کھوتے'' کا بھی احساس دلاؤ کہ تم انسان بنو جانور نہ بنو۔ اتنے گدھے نہ بن جاؤ کہ تمھیں اچھے بُرے کی تمیز نہ رہے۔ کہ تمھیں حلال حرام کا پتہ ہی نہ چلے۔ اتنے بے وقوف نہ بن جاؤ کہ تمھیں اللہ کے سامنے اپنی حاضری ہی بھول جائے۔ اتنے بے وقوف نہ ہو کہ تمھیں اپنی فلاح کا احساس ہی نہ رہے اور تم خسارہ پانے والے بن جاؤ۔

زندہ ضمیر

اسلام ہمارے ضمیر کو بھی پاک کرتا ہے، زندہ کرتا ہے۔ اسلام لوگوں کے درد پیدا کرتا ہے۔ ڈر پیدا کرتا ہے۔ وہ ڈر پیدا کیا ہے کہ جس کے بارے میں اللہ نے کہا کہ دیکھو تمھارا راز افشاں نہ ہو جائے۔ وہ ڈراتا ہے کہ اگر تمھارا راز افشاں ہو گیا تو معاشرے میں تمھاری حیثیت دوبارہ وہ والی ہو ہی نہیں سکے گی۔ کہ نہ کرے زانی یا زانیہ کسی نیک فطرت شخص سے نکاح۔ معاشرے میں کوئی تمھیں اپنی بیٹی نہیں دے گا۔ کوئی عورت تمھارے ساتھ نکاح کرنے کو تیار نہیں ہوگی۔ کوئی معاشرہ اپنے اندر تمھیں قبول نہیں کرے گا۔ اتنا ڈرا رہا ہے وہ کہ تم تنہا رہ جاؤ گے، الگ ہو جاؤ گے۔ تمھاری کوئی عزت نہیں رہے گی۔ تمھاری گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

یہ ڈر ہمیں دینا چاہیے اپنی نسل کو کیونکہ وہ اس ڈر سے عاری ہیں تو پھر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ انھیں ڈر نہیں ہوتا کہ ہمارے ماں باپ اگر ہمیں اس طرح دیکھ لیں تو کیا ہوگا۔ پہلے زمانے کے بچوں کو یہ ڈر خوف ہوتا تھا کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔ آج کے بچے نہیں ڈرتے ہیں۔ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں وہ اپنے لباس میں مکمل نہیں ہوتے۔ وہ باہر آ کر کیا کریں گے۔؟ ڈر تو یہ تھا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گھر سے برقعہ پہن کر نکلتے اور باہر آ کر اُتار دیتے اور انھیں ڈر ہوتا کہ ہمیں اس روپ میں کوئی نہ دیکھے۔ ہم نے ان کا ڈر ان کے گھر سے ختم کر دیا۔ میری بیٹی میرے سامنے بغیر دوپٹے کے گھر سے نکلے اور میں باپ ہوتے ہوئے روکوں نہ تو کیا وہ باہر جا کر ڈرے گی۔؟ اسے کس بات کا ڈر؟، جیسے نکلی تھی ویسے ہی ہے۔ میں نے بتایا ہی نہیں بیٹا ایسے نہیں جاتے۔ جب ماں نے نہیں بتایا جب باپ نے نہیں بتایا، جب بھائی نے غیرت نہ کھائی۔ اب ایک اور جملہ میں نے پڑھا مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ دنیا جا کدھر رہی ہے۔ انھوں نے کہا جی بہنیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ یہ جملے ایسے ہی نہیں بنائے جاتے، اس کو ہمیشہ یاد رکھیے۔ اس کے پیچھے لوگوں کو ہنسنے، ان کے ضمیر کو سُلانے، فریش ہونے اور ان کو دین سے دور کرنے کے لیے یہ باتیں کی جاتی ہیں۔ کہنے میں مزاحیہ اور بڑے ہلکے پھلکے انداز میں بات کی ہوتی ہے لیکن اس کے پیچھے معنی بہت گہرا ہوتا ہے۔ بہنیں بہت نرم دل ہوتی ہیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ انھیں پتہ ہوتا ہے کہ بھائی کا افیئر کس سے چل رہا ہے۔ اس کے باوجود وہ اس کو قتل نہیں کرتیں۔ بھائی کتنے سخت دل ہوتے ہیں کہ بہن کو برداشت نہیں کرتے۔؟ بتایئے یہ کوئی بات کہنے والی ہے۔ کیا منطق ہے۔ کتنا دلائل کے ساتھ بات کو کیا گیا کہ بہن تو نہیں کچھ کہتی اگر بھائی کچھ کرتا پھرتا ہے تو پھر بھائی کو کیا تکلیف ہے کہ وہ بہن کی جان لینے پر آ جاتا ہے۔؟ وہ اس کو قتل کر دیتا ہے۔ منطق یہ تھی۔؟ تم بھی اچھے بنو۔

نیا انداز فکر

اچھے بننے کے لیے تمھارے اندر ایک اور ہی تجسس بنا دیا گیا۔ اس ضمیر کو سلا کر ایک اور امنگ ہمارے اندر جگا دی گئی۔ بس اچھا وہ ہے جس کو لوگ اچھا کہیں، جس کو لوگ بُرا سمجھے گے پرانے خیالات کا سمجھیں گے وہ اپنے آپ کو نکوار نکما سمجھ کر پیچھے ہٹ جائے گا۔ اس اچھا سمجھے جانے کے چکر میں ہم تباہ ہو رہے ہیں۔ برباد ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ مائیں جو اپنی اچھی زندگی گزار چکی ہیں وہ بھی خراب ہو گئیں۔ خراب کیسے ہو رہی ہیں خدانخواستہ وہ کرپٹ نہیں ہو رہی بلکہ وہ اپنی اولاد کو کنٹرول نہیں کر رہی۔ اپنی اولاد کی تربیت نہیں کر رہیں۔ اپنے لیے صدقہ جاریہ نہیں بنا رہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولاد کس لیے چاہیے ہوتی ہے۔؟ آج کی اولاد قدم بہ قدم کتنی مددگار رہ گئی ہے۔؟ وہ چھوڑے جا رہے ہیں نا سب۔؟ اپنی اڑان بھرتے ہیں چاہے بیٹا ہو یا چاہے بیٹی۔ پہلے بیٹے مجبوراً ماں باپ کو رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ مجبوراً رہتے تھے۔ بیٹیاں دل سے درد رکھتے ہوئے رہتی تھیں۔ اب بیٹے بھی مجبور نہیں رہے۔ نکل جاتے ہیں اور ماں باپ ان کو نہیں روک سکتے۔ اس کے بعد بیٹی میں بھی ماں باپ کے لیے وہ درد نہیں رہ گیا۔ ماؤں کی وہ ہمدرد نہیں رہ گئیں۔ کھڑی ہو کر ماں کے ساتھ جو جو وہ کلام کرتی ہیں اور ماں کو ڈی گریڈ کرتی ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ نے جو بات بھی کی وہ قیامت سے پہلے سب پوری ہو کر رہنی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "مائیں اپنی آقا جنے گی۔"

صد افسوس

یہاں سب مائیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ آپ کو اولاد کی ضرورت کس لیے تھے۔ مدد کے لیے۔ ختم ہو گئی مائنس ہو گئی۔ دوسری اولاد کی ضرورت تھی ہمارے لیے دعا کرنے کے لیے۔ آپ ﷺ نے دعا مغفرت کے لیے پیچھے سے جو ذریعہ بتائے ان میں ایک نیک اولاد بھی ہے۔ ہمارا یہ ذریعہ بھی ختم ہو گیا۔ اپنے ہاتھوں سے ختم کر ڈالا۔ ہمیں اولاد کی ضرورت دو بڑی وجوہات کی بناء پر تھی اور وہ دونوں کے دونوں ختم ہو گئے۔ تو ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ ہم کیا بہت ترقی کر رہے ہیں۔ ہم تربیت سے دور، اسلام سے دور، اللہ سے دور چلتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمیں جو ڈر اور جو ڈر بچوں کے دلوں میں تھا وہ ختم ہو گیا۔ حالانکہ اسلام نے وہ ڈر پیدا کیا۔ یہ راز افشاں کرنے کا ڈر، یہ بدکردار کہلانے کا ڈر، یہ بیٹی بڑی ایڈوانس ہے اور یہ بیٹا آوارہ پھرنے والا ہے، اب نہ بیٹے بیٹی کو ڈر ہے اور نہ ماں باپ کو ڈر ہے۔ کسی ماں باپ کو اگر آپ کہیں کہ آپ کے بچے ایسے ہیں ہم نے وہاں دیکھا یا وہاں دیکھا تو کہتے ہیں کہ کیا ہو گیا آج دور ہی ایسا ہے۔ ساری دنیا ایسے پھرتی ہے۔ ماں خود بتاتی ہے کہ آج ہمارے ہاں بار۔ بی۔ کیو تھا (بڑے نارمل لوگ ہیں۔ مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ کوئی بہت الٹرا ماڈرن نہیں، کوئی بہت زیادہ ایڈوانس نہیں ہیں جنہیں ہم ایڈوانس کہتے ہیں میں تو انھیں جاہل کہتی ہوں) بیٹے نے اپنے کلاس فیلوز کو بلایا ہوا تھا۔ کوئی چار پانچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لڑکے اور کوئی چھ سات لڑکیاں تھیں۔ ساری رات انھوں نے بار۔بی۔کیو منایا۔ ساری رات انھوں نے اوپر گزاری۔ صبح گئے ہیں۔ مجھ سے تو صبح اُٹھا نہیں جا رہا تھا۔ میں تو ساری رات نیچے جاگتی رہی ہوں۔ وہ جاتے تو میں سوتی۔ یہ میں سچی بات کر رہی ہوں۔ یہ ایک نارمل گھر کی بات ہے۔ مجھے بتایئے کہ جو ماں اپنے بچے کو روک ہی نہ سکی تو یقیناً آپ نے اختیار ہی نہ دیا کہ تو مجھے ڈانٹ، مجھے روک اور میری تربیت کر۔ کیونکہ تربیت کے دور، تربیت کے گھنٹے اپنی مصروفیات میں گزارے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان کو ٹائم نہیں دیا۔ ہماری کوتاہی۔ جب تک ہم اپنی کوتاہیاں نہیں دیکھیں گے ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکیں گے۔ ہم اپنی اولاد کو کہیں کہ خدا کے واسطے جو ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں وہ تم نہ کرنا۔ کچھ تو رمق ہوگی نا! ہماری اولاد میں اسلام کی۔ ہوسکتی ہے یا نہیں۔؟ جب تک دنیا قائم ہے اُمید تو ہے نا کہ اللہ اپنے دین کو ہمیشہ ہر بستی، ہر ملک سے نکال باہر نہیں کرے گا۔ کوئی نہ کوئی تو مسلمان ہے نا۔ تو ہمیں کم از کم اتنا احساس ضرور دلاتا کہ اپنے بچوں کو ایسے نہ کرنے دیتا۔ اپنے بچوں کی تربیت ضرور کرنا۔ خاص طور پر اپنے پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں سے محبت کا رشتہ قائم کریں۔ انھیں ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں۔ ان کے ساتھ وہی نانی اماں والی کہانیوں والا تعلق بنائیں۔ جو نانیاں اور دادیاں کہانیاں سناتی تھیں۔ اسی طرح کہ نانی اور دادی بنیں۔

ذہن سازی کریں

اسلام سزا دیتا ہے ہماری بھلائی کے لیے یہ دیکھنا ہے ہم نے۔ کیونکہ لوگ اسلام کی سزاؤں کو بڑا وحشیانہ سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) یا کہتے ہیں کہ یہ بڑی بے دردی سے سزا دیتا ہے۔ یا سوچا یہ جاتا ہے کہ اسلام دل میں کوئی ہمدردی، کوئی نرم گوشہ نہیں بنا دیتا۔ اسلام ایسے لوگوں کو سزا نہیں دیتا جو ڈرتے ہیں ان سے غلطی سے جرم سرزد ہو جاتا ہے۔ اسلام انھیں سزا دیتا ہے جو دلیری سے جرم کرتے جاتے ہیں۔ اور اگر آج کے معاشرے کو دیکھیں تو دلیری سے جرم ہو رہا ہے اور دلیری سے سزاؤں سے بچا بھی جا رہا ہے۔ جرم کرنے میں بھی دلیر اور سزا بھی نہیں مل رہی اس میں بھی دلیر۔ خود اقرار کرنے والے ہیں اس کے باوجود انھیں کسی قسم کی حد نہیں لگتی۔ وہ فخر یہ اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات بتاتے اور سناتے ہیں۔ اسلام انھیں سزا دیتا ہے جو دلیری سے اپنا جرم کرتے جائیں اور توبہ نہ کریں۔ اگر توبہ کرلیں تو پھر اسلام ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔ بلکہ اسلام اسے سزا دیتا ہے جو دلیری سے جرم کرتے ہیں اور ان کو سزا دیتا ہے جو اللہ سے ڈر جائیں کہ اے اللہ ہمیں یہاں سزا دے لے آگے سزا نہ دینا۔ کس طرح صحابی اور صحابیات نے آ کر اقرار کیا کہ ہمیں یہاں سزا دے دی جائے ہم آخرت کی سزا نہیں بھگت سکتے۔ یہ بڑی غور کی بات ہے۔ تب اسلام نے انھیں سزا دی، کیوں دی۔ معافی بھی دی جاسکتی تھی۔ جب جرم منظرِ عام پر آجاتا پھر کسی کا اختیار نہیں بچتا کہ وہ سزا کو ختم کردے۔ پھر اختیار اس کے ہاتھ سے نکل گیا اب اللہ کا قانون اس پر ضرور لاگو کیا جائے گا۔ اب کوئی معافی نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس سے پہلے وہ اللہ کے سامنے توبہ کرلے اس کو نشر نہ کرے۔ پتہ تو نہیں چلا تھا نا اس وقت خود آ کر اقرار کیا کہ ان کے دل میں اللہ کے خوف کا یہ عالم تھا۔

اور یہ سزا ہر کوئی ذاتی طور پر نہیں دے سکتا یہ حکومت کا ذمہ ہے اور عدالت اس کو سزا دے گی۔ اس لیے غیرت کے نام پر قتل ہے۔ اس کو بھی ہم دیکھیں گے۔ اب ہم آیت ۴ کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

تیسرا حکم:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

محسنات پر تہمت!؟

اور وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں محسنات پر۔ نیک اور پاکباز عورتوں پر اور وہ جو یہ ساری باتیں یعنی اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والی ہیں۔ پھر وہ نہیں آتے چار گواہوں کے ساتھ تو انھیں کوڑے لگاؤ اَسّی کوڑے۔ بہت بڑا گناہ ہے کسی پر الزام لگانا۔ زانی کی سزا سے ۲۰ کوڑے صرف کم۔ اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو۔ اللہ رب العزت یہ سزا دینے کے لیے بتانا چاہتے ہیں کہ جھوٹا الزام لگانے کے بعد معاشرے میں اس کی عزت میں کیسے کمی آئے گی کہ ان کی گواہیوں کو بھی قبول نہ کیا۔ یہ فاسق لوگ ہیں انھیں معاشرے سے الگ کردو۔ انھیں چھوڑ دو۔ ان کی گواہی کو قبول نہ کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اب اس میں دیکھیے کیا ہے کہ کوئی شخص کسی کو برائی کرتا دیکھے۔ اپنی آنکھ سے دیکھے مگر اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔؟ اللہ رب العزت نے اس کے سچے بیان کو قبول نہیں کیا اگر وہ قسم کھا لے یا جس طرح ہمارے ہاں قرآن لا دیا جاتا ہے یا قسم اُٹھالی جاتی ہے بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے۔ حالانکہ یہ سب غلط اور غیر شرعی طریقے ہیں۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اگر یہ کر دیا جاتا کہ ایک شخص دیکھے اور اس کے کہنے پر سزا مل جاتی تو اس میں زیادتی ہو جاتی۔

چار گواہ لانے کے لیے اللہ رب العزت نے حکم دیا ہے۔ چار گواہ ممکن نہیں ہیں کہ ملیں۔ کوئی کرپشن سرِ عام تو نہیں ہوتی نا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر یہ کہا ہے تو اس لیے کہ تم معاشرے میں نشر نہ کرو۔ اگر نشر ہو گا تو لوگوں کے دلوں میں شیطان رغبت پیدا کرے گا اس گناہ کے لیے۔ ہمارے ہاں جو ڈرامے اور فلمیں بنائی جاتی ہیں اس میں کرپشن دکھائی جاتی ہے۔ اگر اس پر کہا جائے کہ اس کو نہ دیکھیں یہ ٹھیک نہیں ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اس سے سبق ملتا ہے۔ اس سے ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بُرے کا انجام کیا ہوا ہے۔ پہلی بُرائی کی کشش دکھائی۔ آپ کو بہت خوبصورت دنیا دکھائی۔ پھر گناہ دکھایا اور آخر میں سزا دکھائی تو پھر سزا تک تو آپ کا دل گناہ پر آمادہ ہو گیا نا۔!

اللہ رب العزت نے اس چیز کو ختم کیا ہے۔ یہ ڈراموں، فلموں سے اصلاح کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اگر ہم نے ان چیزوں سے سبق سیکھا ہوتا تو ہماری نسل ان گناہوں سے بچ گئی ہوتی۔ ان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو جاتا۔ تب تک شیطان اپنے پنجے انسان کے دل میں گاڑھ چکا ہوتا ہے۔ وہ عاری کر چکا ہوتا ہے خوف سے۔ وہ اس کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے۔ اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ شیطان مزین کر دیتا ہے تمھارے دل میں بُرائی کو۔ پھر لڑکی یہ سوچتی ہے میں بھی رانی ہوں اور ہر لڑکا یہ سمجھتا ہے کہ میں راجا ہوں۔ بس پھر راجا رانی کی کہانی اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ مت کہیے کہ یہ چیزیں ہمیں ڈراتی ہیں، ہماری اصلاح کرتی ہیں۔ اس میں کوئی سبق نہیں۔ مجھے بتایئے کہ کوئی یونیورسٹی ایسی دکھائی جاتی ہے جس میں بچے بہت پڑھتے دکھائے جاتے ہیں۔ بہت پڑھائی پر زور دیا جاتا ہے۔ دو چار فارمولے آپ کو بھی ڈرامے میں یاد ہو جائیں۔ کہیں ایسا ہے کہ اس کی ڈریسنگ مکمل اور مناسب دکھائی گئی ہو۔؟ یہ سب کیا ہے۔؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماحول ایسا دکھا دیتے ہیں کہ سب دیکھ کے کہتے ہیں ہم یونیورسٹی ضرور جائیں گے کیونکہ یونیورسٹی میں وہ ساری آزادی انھیں نظر آتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ پھر کوئی لڑکا یا لڑکی جاتی ہے تو وہ ماحول ڈھونڈتے ہیں کالجز اتنے اچھے بچے جو فرسٹ ائیر میں آتے ہیں سیکنڈ ائیر میں پہنچتے ہیں تو ان کا بیڑا غرق ہو چکا ہوتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ ہم نے تربیت کا وہ پہلو پکڑا جس سے تربیت نہیں ہوئی تھی بلکہ کرپشن ہوئی تھی۔ جس میں انھوں نے کھو جانا تھا۔ یہ ہمارا طریقہ تھا جس سے ہم سیکھتے۔ اور جس سے انھیں ڈر ہوتا کہ لوگ باتیں کریں گے۔ تہمت لگائیں گے۔ یہ میڈیا جو آج کل دکھا رہا ہے تو کہتے ہیں یہ تو بہت پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا اب بس میڈیا اُٹھا دیتا ہے۔ دیکھیں فائدہ کتنا ہے کہ جب کوئی برائی کے خلاف آواز اُٹھاتا تاخ ہے اس کو ہی سزا ہو جاتی ہیں۔ فائدہ تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ شخص ڈرتا، فائدہ یہ تھا کہ ایک جماعت موجود رہے ان کی گواہی کے لیے، فائدہ یہ تھا کہ انھیں پتہ ہوتا کہ یہ سب گناہ ہے میں نے ایسا نہیں کرنا۔ آج فائدہ یہ ہوتا ہے کہ میڈیا پر وہ نشر ہوتا ہے۔ بچی کی شکل میڈیا پر آ رہی ہوتی ہے۔ آپ تصور کریں کہ اس کی ماں پر کیا گزرتی ہوگی۔ اس کا باپ کھڑا ہو کر ساری کہانی سنا رہا ہے پھر ہم سمجھتے ہیں کہ میڈیا ہمیں فائدہ دے رہا ہے۔ جن کے ذہن گندے ہیں ہم ان کو ایک لائن دیتے ہیں مزین راہیں سجھاتے ہیں پھر وہ ہمارے معاشرے میں، ہمارے گھروں اور ہماری بچیوں کے ساتھ وہی کام کرتے ہیں جو میڈیا ان کو دکھاتا ہے۔ ہر طرف جانوروں کی طرح بدکار لوگ دندناتے پھر رہے ہیں۔

شرط لگا دی

اللہ نے چار گواہ لانے کی شرط اس لیے رکھی تھی کہ یہ نشر نہ ہو سکے۔ دیکھنے والے کو ڈرایا جا رہا ہے کہ اگر دیکھ لے اس چیز کو پھر ڈر کے مارے آگے نہ پھیلائے۔ دیکھیے! کتنی بڑی بات ہے۔ سو کوڑے، سنگسار کرنا اتنی بڑی سزا، اتنا بڑا گناہ اب بتائیے میڈیا اچھا کرتا ہے یا بُرا کرتا ہے۔؟ اسلام سزا دے رہا ہے ڈرا رہا ہے نرم دلی سے منع کر رہا ہے کیونکہ وہ جرم کو پھیلانا نہیں چاہتا۔ اللہ نے کہا کہ جو شہادت کے بغیر آئے انھیں ۸۰ کوڑے لگاؤ۔ اس لیے بغیر ثبوت کے بات نہیں کرنی چاہیے تو جو لوگ ایسا کرتے ہیں انھیں پتہ ہونا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ انھیں اللہ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاسق کہا ہے۔ اور پھر جو توبہ کر لے اس کے لیے معافی ہے۔ پس بے شک اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ یہ معافی اللہ نے کس کس کے لیے لکھی ہے۔ کس گنہگار کے لیے اللہ نے کہا غفور الرحیم۔ زانی اور تہمت لگانے والے دونوں کے لیے۔ اللہ نے اگر ان کا گناہ چھپالیا ہے۔ نشر نہیں ہونے دیا تو یہ اللہ کی غفوری اور رحیمی صفت ہی ہے۔ اس کی قدر کرو۔ یہ اللہ رحیم ہے کہ اس نے راز کو راز رہنے دیا تو چاہیے کہ وہ آئندہ کے لیے توبہ کر لے۔ اور وہ شخص جو تہمت لگا رہا ہے وہ معافی مانگے اللہ سے اور اس شخص سے جس پر اس نے تہمت لگائی۔ یا پھر سزا پائے اپنی۔ پھر اللہ اسے اس سزا کے بعد آخرت کی سزا سے بچا لیتا ہے۔ یہ اللہ کی رحیمی ہے۔ اگر تم پر حدِ قذف نہ لگتا تو تمہیں وہاں جا کر اس کی سزا بھگتنی پڑتی۔ تم اللہ کو غفور مانو تو سہی۔ توبہ کرو تو سہی۔ اس کے رحیم ہونے کا احساس تو کرو۔ اقرار تو کرو، یقین تو رکھو کہ وہ رحیم ہے وہ ہم پر رحم کرے گا۔ اگر یہ احساس انسان کے دل میں نہ ہو تو انسان کیا ہوتا ہے وہ اپنے گناہ میں دلیر ہو جاتا ہے اور یہ سوچ کر گناہ کرتا چلا جاتا ہے کہ جب سزا ہی بھگتنی ہے تو ایک گناہ اور سہی۔

چوتھا حکم:

بیوی کا معاملہ

﴿وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝﴾

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لیے سوائے اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بے شک وہ سچا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔ اور عورت کی سزا کو یہ بات دور کر دے گی کہ اللہ کو گواہ کر کے چار مرتبہ یہ کہے کہ بے شک وہ سراسر جھوٹا ہے۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچویں مرتبہ کہے کہ بے شک اس پر اللہ کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا) اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے۔''

اور وہ لوگ جو الزام لگائیں اپنی بیویوں پر انھیں چاہیے کہ وہ قسم کھائے اللہ کی چار مرتبہ کہ وہ الزام لگا رہا ہے وہ حقیقت ہے اور پانچویں وہ قسم کھائے کہ اگر وہ اس پر جھوٹا ہوا تو لعنت ہو اس پر اللہ کی۔ یہ بات بہت دانش اور گہرائی سے سوچنے والی ہے کہ ایک شخص اپنے گھر میں آتا ہے اور اپنی بیوی کو غلط کام میں دیکھتا ہے کسی غلط مرد کے ساتھ دیکھتا ہے وہ کیسے گواہ لاکر اپنے گھر کا راز فاش کرے گا۔ کسی باہر والوں پر الزام لگانا بہت آسان ہے جب کہ اپنے گھر اپنی بیوی پر الزام لگانا بہت مشکل ہے۔ چاہے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ اتنی شدید یہ آیت تھی اتنی سختی والی یہ آیت تھی، اتنی غیرت پر گراں گزرنے والی آیت تھی کسی بھی غیرت مند آدمی کے لیے اللہ نے اس پر قانون بنا دیا۔ غیرت گوارہ نہیں کرتی کہ اپنی بیوی کے لیے چار گواہ ڈھونڈھے تو اس کی مشکل آسان کر دے۔ بے حیائی اور بدکاری کی سزا تو اسے ملے گی مگر انسانی فطرت اور اسکی مشکلات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اور ہر معاملے کے بارے میں اللہ رب العزت نے قوانین بنا دیے کہ اب کسی قانون کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آیات اُتریں تو ان کی تربیت دیکھیں جو آپ ﷺ نے کی۔ انھوں نے برداشت کیا پھر اس کا فیصلہ کرانے آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرتے ہیں۔ پھر اللہ کا حکم آتا ہے ان آیات میں۔ جس کے بعد آپ ﷺ ان صحابی سے کہتے ہیں کہ وہ چار قسمیں کھائیں اپنے بیان اور پانچویں قسم کھائیں کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔ اسی طرح ان کی بیوی کو بلایا گیا۔ انھیں بھی چار قسمیں کو کہا کہ اپنے حق ہونے کی اور پانچویں قسم کھائی کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس طرح دونوں نے پانچ پانچ قسمیں کھالیں۔ اس پر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ اس وقت ہوگا جب بچہ پیدا ہو جائے گا اس کی شباہت جس قبیلے سے ہوگی وہ اسی کا ہوگا۔ ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے شکل اور رنگ ملا تو وہ اس کا بچہ ہوگا اگر اس شخص سے جس سے ان کی بیوی نے غلط تعلق قائم کیا تو یہ بچہ اس کا ہوگا۔ پھر جب بچہ پیدا ہوا تو اس شخص کے نین نقش جیسا تھا جس پر الزام تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ سزا اس کو نہ ہو چکی ہوتی اور مجھے اللہ کا خوف نہ ہوتا یعنی یہ اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ اس کو جدائی کی سزا دو۔ یہ بھی ایک سزا تھی تو میں اس کے ساتھ وہ کرتا جو ایک زانی کی سزا تھی۔ اللہ کا خوف نہ کھانے والوں کو دنیا میں ایسے پیچھے کر دیتے ہیں جو اپنی عقل اور اپنے گمان پر زیادہ ناز کرتے ہیں اور جنھیں یہ اُمید ہوتی ہے کہ ہم اللہ سے بھی چھپے ہوئے ہیں اور ہم لوگوں سے بھی چھپے ہوئے ہیں تو اللہ ان کو اس طرح رسوا کر دیتا ہے۔

اللہ ہماری عزتوں کی حفاظت فرمائے، اللہ ہم سب کو نیک رکھے۔ اللہ ہم سب کو شیطان سے بچا کے رکھے۔ اللہ ہماری نئی نسل کو شیطان سے بچا کے رکھے۔ اللہ یہ شیطان جو ہر وقت گمراہی پر لگا تا ہے صرف تو ہی ہے ہمارے نفس کو بچانے والا ورنہ ہمارے اندر خود سے اتنی طاقت اور استطاعت نہیں کہ ہم اپنے آپ کو بچا سکیں۔ اللہ رب العزت تو ہمیں زندگی گزارنے کے اس طریقے پر لگا دے جس پر تو چاہتا ہے۔ جس پر تیری رضا ہے۔ آمین ثم آمین!

پھر اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اب اگر وہ عورت پانچویں دفعہ یہ کہہ دے کہ لعنت ہو اس پر اگر وہ ہو جھوٹوں میں سے۔ تو پھر اس سے عذاب ہٹا دیا جائے۔ اس پر سے سنگسار کی سزا ہٹا دی جائے۔ یہ اللہ کا کم غضب نہیں ہے کہ سرِ عام اس کے جرم کو اللہ نے ثابت کر دیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکمت سے نپٹایا۔ یہ سکھانے کا طریقہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سکھایا کہ غصہ میں آ کر سزا دے بیٹھنا اصول اور قانون کے خلاف ہے غصے کے باوجود قانون کی پاسداری کرنی ہے بلکہ یہاں حوصلہ اور ہمت چاہیے۔ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ ایک حکمران اطاعت اللہ کے حکم کی کرتا ہے۔ اپنے غصہ پر قابو پاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے غصہ پر قابو رکھا اور اللہ کے حکم کے مطابق اس کو چھوڑ دیا۔ ذرا دیکھیے اللہ رب العزت کی مہربانیاں کہ گناہ بھی بہت بڑا گنوا رہا ہے۔ ہمدردی کرنے کی بھی اجازت نہیں دے رہا۔ سزا بھی معاف نہیں کر رہا سخت ترین سزا دے رہا ہے اور بار بار اپنے آپ کو رحیم بھی بتا رہا ہے۔ اتنے پیارے اللہ کی بھی بات نہیں مان رہے۔ اللہ سزا دے رہا تا کہ باقی بے گناہ بچ جائیں اس گناہ سے۔ تا کہ ہر طرف شر نہ پھیلے۔ وہ غفور الرحیم ہے۔ وہ معافی دینے والا ہے۔ اگر تم توبہ کر لو تو وہ معاف کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس کا رحم ہے کہ اس نے اس طرح سے سزا بتا دی ہے۔ اس آیت میں اللہ نے ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ پر اپنا فضل کیا کہ انھوں نے اللہ پر توکل کیا۔ اس صورت میں نہ وہ اپنی بیوی کو بسانے کے عذاب میں پڑا اور نہ ہی حدِ قذف کے عذاب میں پڑا۔ تو یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ اس نے تمھیں وہ طریقہ سکھا دیا جس نے تمھیں ہر سزا سے بچا لیا۔ اللہ "تواب" ہے یعنی توبہ قبول کرنے والا ہے اور حکیم ہے کہ اپنی حکمت و دانائی سے اور بڑے بہترین انداز میں بڑے سے بڑے مسائل کا حل ہمیں بتاتا ہے۔ اللہ ہمیں ان ساری باتوں کی سمجھ عطا کرے۔ اللہ ہمیں ہمارے نفس کے حوالے نہ کرے ہمیں اتنا شعور دے کہ بنا تحقیق کے دوسروں پر الزام نہ لگائیں کسی کی عزت کا اپنی عزت کی طرح خیال کریں بنا سوچے سمجھے دوسروں کو معاشرے میں بدنام نہ کریں۔ ہمیں ایسا مؤمن بنائے کہ ہمارے ہاتھ اور زبان سے دوسرے محفوظ رہیں اور اللہ ہم سب پر اپنا رحم کر دے۔ آمین

آیت 11 تا 20:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَآءُو بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ لِكُلِّ
امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ
سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا
جَآءُو عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَآءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَ
لَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ
هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا
سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝
وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي
الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُہٗ وَ اَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾

''بے شک جو لوگ (حضرت عائشہؓ کے متعلق) یہ طوفان لائے ہیں تم ہی میں سے ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے حق میں برا نہ سمجھو، بلکہ وہ تمہارے لیے بہتر ہے، ان میں سے ہر ایک کے لیے بقدرِ عمل گناہ ہے، اور جس نے ان میں سے سب سے زیادہ حصہ لیا اس کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ یہ لوگ اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور دنیا اور آخرت میں اس کی رحمت نہ ہوتی تو اس چرچا کرنے میں تم پر کوئی بڑی آفت پڑتی۔ جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کر دی جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں تو اس کا منہ سے نکالنا بھی لائق نہیں، سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور اللہ تمہارے لیے آیتیں بیان کرتا ہے، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمانداروں میں بدکاری کا چرچا ہو ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو کیا کچھ نہ ہوتا) اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے۔''

واقعۂ اِفک:

حضرت عائشہ واقعہ افک بارے فرماتی ہیں: جب (اہل افک (یعنی تہمت لگانے والوں) نے ان کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (ابن شہاب نے بیان کیا کہ) تمام حضرات نے (جن چار حضرات کے نام انہوں نے روایت کے سلسلے میں لیے ہیں) مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ایک ٹکڑا بیان کیا۔ یہ بھی تھا کہ ان میں سے بعض کو یہ قصہ زیادہ بہتر طریقہ پر یاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا اور عمدگی سے یہ قصہ بیان کرتا تھا اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی روایت یاد رکھی جو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یاد رکھی تھی۔ اگرچہ بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں روایت زیادہ بہتر طریقہ پر یاد تھی۔ پھر بھی ان میں باہم ایک کی روایت دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتی ہے۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں اب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کا رات کے وقت اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میں اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ جو لوگ مجھے سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر ہی موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا کیونکہ بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔ اس لیے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔ غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔ جب لشکر گزر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔ میں ڈیرے پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ اس لیے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل ڈیرہ تھا۔ مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گا اور مجھے لینے کے لیے وہ واپس لوٹ آئیں گے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سوگئی۔ صفوان بن معطل سلمی الذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ (تاکہ لشکر کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو تو وہ اٹھالیں) انہوں نے ایک سوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب (قریب آکر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے جب وہ پہچان گئے تو اناللہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپالیا۔ اللہ کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوا انا للہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔ وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا (تاکہ بغیر کسی مدد کے ام المؤمنین اس پر سوار ہوسکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہوگئی۔ اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔ جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ لشکر پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا۔ وہ اس کی تصدیق کرتا' خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے کے لیے خوب کھود کرید کرتا۔ عروہ نے پہلی سند کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حسان بن ثابت' مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا کہ مجھے ان کا علم ہوتا۔ اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (کہ جن لوگوں نے تہمت لگائی ہے وہ بہت سے ہیں) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا' آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان ہی نے کہا ہے کہ "میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لیے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی میں بیمار ہوگئی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کی وہ محبت وعنایت میں نہیں محسوس کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے' سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا۔ لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے رفع حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے۔ جب بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بن گئے تھے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم عرب قدیم کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں رفع حاجت کے لیے جایا کرتے تھے اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اور ام مسطح (رفع حاجت کے لیے) گئے۔ ام مسطح ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر میں اور ام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئیں اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔ میں نے کہا' آپ نے بری بات زبان سے نکالی' ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔ انہوں نے اس پر کہا کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ بیان کیا' پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ بیان کیا کہ ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔ جب میں اپنے گھر واپس آئی تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے مجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی۔ میں نے اپنی والدہ سے (گھر جا کر) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر' اللہ کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگائی گئی ہوں۔ اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا کہ سبحان اللہ (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ادھر پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ بیان کیا کہ ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ بیان کیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کے مطابق مشورہ دیا جو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی (مراد خود اپنی ذات سے ہے) کی پاکیزگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے بھی دریافت فرما لیں وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (عائشہ پر) شبہ ہوا ہو۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں' آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ مسلمین! اس شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ اللہ کی قسم کہ میں نے اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المؤمنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو اشہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا میں، یا رسول اللہ! آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہوا آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حسان کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو تم اسے قتل نہیں کر سکتے، اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا: اللہ کی قسم! تم جھوٹے ہو، ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو، تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس ہی میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تشریف فرما تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو خاموش کرانے لگے۔ سب حضرات چپ ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس روز پورا دن روتی رہی۔ نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ بیان کیا کہ صبح کے وقت میرے والدین میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرا آنسو رکا اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ بیان کیا کہ ہم ابھی اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی' آپ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیان کیا کہ بیٹھنے کے بعد آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا "امابعد" اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس اس طرح کی خبریں ملی ہیں' اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک وصاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب (اپنے گناہوں کا) اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب آپ ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو ان کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ اللہ کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ آپ ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لیے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا کہ اللہ کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر اس گناہ کا اقرار کر لوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس اللہ کی قسم! میری اور لوگوں کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا ﴿فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون﴾ (یوسف: 18) "پس صبر جمیل بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہے ہو" پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ میں اس معاملہ میں قطعاً بری تھی اور وہ خود میری برات ظاہر کرے گا۔ کیونکہ میں واقعی بری تھی لیکن اللہ کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا کیونکہ میں اپنے کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے' مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ آپ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برات کر دے گا لیکن اللہ کی قسم! ابھی نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ اور کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ یہ اس وحی کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ نے تمہاری برات نازل کر دی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میری والدہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا' نہیں اللہ کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا اور کسی کی حمد وثنا نہیں کروں گی (کہ اسی نے میری برات نازل کی ہے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ﴿إن الذين جاءوا بالإفك﴾ "جو لوگ تہمت تراشی میں شریک ہوئے ہیں" دس آیتیں اس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے (سورۃ النور میں) یہ آیتیں میری برات کے لیے نازل فرمائیں تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو مسطح بن اثاثہ کے اخراجات' ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے خود اٹھاتے تھے) نے کہا: اللہ کی قسم! مسطح نے جب عائشہ کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا تو میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿ولا يأتل أولو الفضل منكم﴾ یعنی "اہل فضل اور اہل ہمت قسم نہ کھائیں" سے ﴿غفور رحيم﴾ تک (کیونکہ مسطح رضی اللہ عنہ یا دوسرے مومنین کی اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی)۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کر دے اور مسطح کو جو کچھ دیا کرتے تھے' اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ اللہ کی قسم! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ عائشہ کے متعلق کیا معلومات ہیں تمہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلاف واقعہ نسبت کروں) اللہ کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زینب ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاکبازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ بیان کیا کہ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ یہی تھی وہ تفصیل اس حدیث کی جو ان اکابر کی طرف سے مجھ تک پہنچی تھی۔ پھر عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! جن صحابی کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے پر اس تہمت کو سن کر) کہتے' سبحان اللہ' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

(صحیح بخاری: 4141)

کسی کے ذہن میں کوئی ایسی بات نہیں ہو بھی نہیں سکتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم نے سوچا بھی کیوں؟ جو منافق لوگ تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت، صحابہ کی جانثاری اور اسلام کا پھیلانا۔ اسلام اپنی جڑیں مضبوطی سے گاڑھ چکا ہے کہ ان کو اب ہلا نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل اعتماد اور یقین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے پر مکمل اعتماد اور یقین۔ جو حکم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے کہ اللہ کا یہ حکم ہے یہ قانون وہ اس کو قبول کرتے۔ جب اتنا قبول کرنے کا شعور آ جائے لوگوں میں تو پھر ایسا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ جب منافق لوگوں نے دیکھا تو ان میں سے جو ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پکا منافق تھا عبداللہ بن ابی اس نے کہا کہ آپ ﷺ کی بیوی ایک صحابی کے ساتھ وقت گزار کر آئی ہے (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) بس اتنا سا شک ڈالنا تھا کہ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ کچھ تو تھے ہی ایسے لیکن اس کی بات کرنے سے کچھ نیک لوگ بھی اس میں شامل ہو گئے۔ پہلا اثر ہی کسی کے تہمت لگانے کا یہ ہوتا ہے کہ لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک عجیب شیطان کی چال ہوتی ہے۔ اسی لیے اتنی بڑی سزا ہے تہمت لگانے کی۔ بہرحال اللہ رب العزت اس کی بھی گواہی دے دیتے ہیں۔ اور آپ ﷺ پریشانی میں مبتلا ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر نہیں ہے۔ وہ ۱۵، ۱۶ سال کی بچی انھیں خبر بھی نہیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہیں کہ وہ مومن جو آپ ﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہ گرنے دیں وہ کیسے کچھ غلط سوچ سکتے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کا رویہ محسوس کرتی ہیں۔ تھکان سے ان کو بخار ہو گیا ہے۔ ایک ماہ کے دوران ان کی طبیعت خراب رہی۔ اللہ کے نبی ﷺ آتے ہیں اور حال چال بھی اس طرح سے نہیں پوچھتے جیسے پہلے پوچھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل پر کیا گزر رہی ہے اور آپ ﷺ کے دل پر کیا گزر رہی ہے انھیں بھی کوئی سکون نہیں ہے وہ بھی پریشانی میں مبتلا ہیں۔ پھر ایسے میں انھوں نے آپ ﷺ سے والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ وہاں والدین بھی نہیں بتاتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ پھر باہر جاتی ہیں کہ ایک خاتون بھی ساتھ ہیں وہ بتا دیتی ہیں۔ کیسے بتاتی ہیں کہ انھیں ٹھوکر لگتی ہے وہ بددعا دیتی ہیں اپنے بیٹے کو۔ کیونکہ وہ بوڑھی خاتون ان صحابی کی والدہ ہیں جو باتیں کرنے والوں میں شامل تھے۔ ان بوڑھی خاتون کے ایمان کا معیار دیکھیے کہ یہ ان کی آپ ﷺ سے محبت وعقیدت ہے اور آپ ﷺ کے گھرانے سے خاص لگاؤ ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قصوروار نہیں ٹھہراتیں بلکہ اپنے بیٹے کو بددعا دیتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر پریشان ہو جاتیں کہ وہ تو ایک معزز صحابی ہیں یہ پھر ایسا کیوں کہہ رہی ہیں۔ اس وقت وہ خاتون بتاتی ہیں کہ تمھیں نہیں پتہ کہ تمھارے بارے میں کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلتا ہے اور پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کیوں پریشان اور خاموش ہیں۔

آپ ﷺ کی سب سے پہلی پریشانی کہ وہ گھر والوں سے آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا احوال پوچھتے ہیں اور بس۔ دوسری پریشانی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خاص محبت کے باوجود ان کی تیمارداری اس طرح نہیں کر پا رہے جس طرح انھیں کرنی تھی۔ تیسری پریشانی آپ ﷺ کی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرح اپنی ازواج کے لیے دن مقرر کیے ہوئے ہیں وہ بھی آپ ﷺ وقت نہیں دے پا رہے۔ اور پھر سب سے بڑی پریشانی جو آپ ﷺ برداشت کر رہے تھے وہ یہ تھی کہ آپ ﷺ باوجود سچائی جاننے کے گواہی نہیں دے پا رہے۔ آپ ﷺ کی پریشانی کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ دو مرتبہ اپنی اس پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ مسجد میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ہے کوئی جو میری اس پریشانی کو کم کرے اور پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور خادمہ سے گواہی مانگیں تو سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معصومیت کی گواہی دی۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کی پریشانی ختم نہیں ہو پا رہی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اگر تم سے غلطی ہوگئی ہے تو اللہ سے معافی مانگ لو وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر مجھے پتہ ہے کہ تم نے ایسا نہیں کیا اور اگر ایسا نہیں کیا تو اللہ خود تمھاری گواہی دے گا۔ اللہ کے اوپر یقین رکھنے والا ہی اللہ کی گواہی کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس وقت میرے آنسو خشک ہوگئے۔ میں نے رونا چھوڑ دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے والد کی طرف دیکھا تو ان کی عظمت دیکھیے وہ کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یعنی اگر آپ ﷺ خاموش ہیں گواہی نہیں دے رہے تو میں کیسے ان سے آگے بڑھ سکتا ہوں۔ اپنی والدہ کی طرف دیکھتی ہیں وہ بھی کہتی ہیں کہ اللہ ہی بہتر فیصلہ کرے گا۔ پھر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی پاس ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا کی صفائی میں دس آیات نازل کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گواہی کے لیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن میں فیصلہ سنادیں گے۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے یہ تو پتہ تھا کہ اللہ ضرور میری گواہی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈال دے گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کے ذریعے بتا دے گا لیکن مجھے یہ اندازہ ہی نہ تھا کہ اللہ رب العزت میری بے گناہی کے لیے قرآن میں دس آیات رکھ دے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تلاوت ہوتی رہے گی۔ اللہ نے اس صبرِ جمیل کا اتنا بڑا اجر دیا۔ دیکھیں کیسے صبر کیا۔ کیسے خاموش رہیں، کسی سے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ دکھ ہوا ہے کیونکہ وہ ایک انسان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی ہیں۔ ایک ایسے باپ کی بیٹی جنھیں لقب ہی صدیق کا ملا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو وہ خاتون ہیں جنھوں نے آنکھ ہی ایمان والے ماحول میں کھولی۔ وہ اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کو گواہ بناتی ہیں۔ اللہ کو اپنا سہارا سمجھتی ہیں جو حقیقی سہارا ہیں۔ گواہی اللہ نے دے دی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر مسکراہٹ آئی۔ انھوں نے کہا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! مبارک ہو اللہ نے گواہی دے دی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اُٹھو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے میری گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میری گواہی نہ دی۔ اس وقت وہ بڑے مان سے اپنے شوہر سے یہ کہہ رہی ہیں اور اپنے رب کا دل سے شکر ادا کر رہی ہیں۔

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ وہ صحابی جن پر الزام لگا تھا صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ ان کا کردار کتنا پاکیزہ ہے۔ وہ اپنے ایمان میں پختہ ہیں۔ پکے مومن ہیں۔ غزوات میں شامل ہونے والے ہیں۔ غیرت اور پاکیزگی کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس دور میں جب کہ زنا عام تھا میں اس چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے کسی عورت کا کندھا بھی ننگا نہیں کیا تھا۔ ایک اور صحابی ہیں جن کے یہ الفاظ ہیں کہ "مجھے غیرت آتی تھی کہ میں نے کسی عورت کو دیکھا تک نہیں تھا۔" انھوں نے بھی یہی کہا کہ میں تصور بھی نہیں کر سکتا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کے بارے میں (نعوذ باللہ)۔ پھر معاشرہ ہے اور وہ باتیں کر رہا ہے۔ منافقین کے ساتھ ساتھ کچھ مومنین کے دل میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیطان وسوسے ڈال دیتا ہے۔ ایک صحابیہ اپنے شوہر سے کہتی ہیں کہ آپ کو پتہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ان پر ان کے شوہر کہتے ہیں کہ اگر تم عائشہ رضی اللہ عنہا کی جگہ ہوتی تو کیا تم ایسا کرتی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تو انھوں نے کہا کہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا تم سے کہیں بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے لوگوں کے دل صاف کیے۔ پھر صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے پتہ چلا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی ایسی بات کر رہے ہیں تو مجھے غیرت آئی۔ لیکن انھوں نے تلوار اس لیے نہیں اُٹھائی کہ ایک مومن کی تلوار کسی دوسرے مومن کے لیے حرام ہے۔ یہاں صبر کا جائزہ لیں۔ اللہ کے حکم کی تابعداری اور ایمان دیکھیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر دیکھیے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صبر دیکھیے۔ ان کی والدہ کا صبر دیکھیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صبر دیکھیے۔ صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کا صبر دیکھیے۔ یہ ایسا صبر ہے کہ کسی بھی معاملے کو انھوں نے اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ اللہ کے حکم کا انتظار کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ ایمان کی تربیت کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ ایمان کی تربیت ہے اس سورۃ میں۔ یہ صرف واقعہ نہیں ہے۔ اب یہ سب ہونے کے بعد اللہ نے جو احکامات نازل کیے ہیں وہ اس لیے کیے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی سے زیادہ کوئی صابر ہو نہیں سکتا۔ آزمائش کے لیے اللہ نے اپنی پیاری ہستی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا۔ سب سے پاک ہستی، سب سے پاک ان کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔ اور اس سخت آزمائش کے پیچھے مقصد کیا تھا۔ وہ مقصد یہ تھا کہ اللہ رب العزت کے قانون کو نافذ ہونا ہے۔ اللہ اس کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک قانون بنا دیتا ہے، قانون قذف۔

جھوٹی کہانی گھڑنے والے اپنی دانست میں اسلام اور محمدؐ کے گھرانے کے لیے کوئی بہت بڑا نقصان پہنچانے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے۔ جبکہ نہ صرف محمدؐ کے گھرانے کے لیے خیر کا پہلو تھا اس میں بلکہ آنے والے سب مسلمانوں کے لیے بھی تھا۔ ایک سے دوسرے تک الزامات پہنچنے کا سلسلہ بڑی تیزی سے طے ہوتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک گروپ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو لوگ بھی تہمت لگاتے ہیں وہ گناہ کی سزا پائیں گے دنیا میں ہی (حد قذف) 80 کوڑے۔ جس قدر یقین سے وہ ایسی بات پھیلاتا ہے اور لوگوں کو یقین دلانے کے لیے جتنی محنت کرتا ہے اس

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قدر ہی سزا پائے گا۔ آپ نے دیکھا ہوگا خواتین ہی کو اگر میں کہوں تو آنکھیں، ناک، ہونٹ، ہاتھ سب کے سب ایسی بہتان بازی میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر بھی ایسا لگتا ہے کہ شاید ابھی حق ادا نہیں ہوا تو پہلو بدلنا، کھڑے ہونا، بیٹھنا یعنی پورا جسم ہی بے چینی کا شکار ہوا جاتا ہے۔ دراصل یہ سب غلطی سے نہیں دانستہ ہوتا ہے۔ ہستی کا خیال نہیں کیا گیا، گھرانے کا احساس نہیں کیا۔ کسی صورت تمہیں اسکو سچ نہیں جاننا چاہیئے تھا۔ سنتے ہی دل و دماغ میں اس کا انکار کیوں نہ کیا۔ مسلمان قاری قرآن کے طالب علم کیا اس آیت سے اپنے لیے کوئی سبق لیتے ہیں؟ اللہ کی مؤمنین کو ہمیشہ کے لیے یہ نصیحت ہے کہ آئندہ کبھی بھی اس طرح سے نہیں ہوگا وضاحت سے سارے معاملات سمجھا دئے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ معاشرے میں ایسے فساد پھیلانے والے موجود رہیں گے لہذا مومنین کو نصیحت کر دی گئی۔

جو لوگ مسلم معاشرے میں ایمان والوں کے درمیان فحاشی پھیلاتے ہیں اسکی تشہیر کرتے ہیں یا عملاً کر کے ترغیب دلاتے ہیں انکے لیے دردناک عذاب ہے دنیا میں بھی سکون نصیب نہیں ہوگا اپنے کئے کا بدلہ اپنے سامنے اپنے گھروں میں دیکھیں گے اور آخرت میں بھی سزا کے مستحق ہونگے۔ بے حیائی یا بدکاری کا انجام معاشرے میں کیا ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کی نیت کیا ہوتی ہے انھیں کتنی سزا دینی ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ ان سارے قوانین میں آسانیاں دیں گئی، معافی کا دروازہ کھلا رکھا، پردہ پوشی کی کوشش کی گئی۔ تشہیر کو روکا گیا۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے اور اسکی رحمت ہے کیوں کہ وہ مومنوں کے لیے رؤف اور رحیم ہے۔

آیت 21:

﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾

''اے ایمان والو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو، اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا سو وہ تو اسے بے حیائی اور بری باتیں ہی بتائے گا، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

میں سے کوئی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔‘‘

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو

یہ سورۃ دراصل اُتری ہی ایمان والوں کے لیے ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور احکامات نازل ہو رہے ہیں۔ اسلام لانے والے پکے دل سے اسلام لا چکے ہیں۔ ذہنی طور پر تیار ہیں کہ جس طرح بھی اللہ کے احکامات آئیں گے ہم نے اپنا رُخ اللہ کے احکامات کی طرف موڑنا ہے۔ جو بھی حکم آجاتا اس پر "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" کہتے۔ اور جس کا حکم نہ آتا اس کے بارے میں سوال کرتے جیسا کہ صفا اور مروہ کے بارے میں پوچھا تھا۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو نہ تم پیروی کرنا شیطان کے قدموں کی اور جو کوئی پیروی کرے گا شیطان کے قدموں کی تو بے شک وہ (شیطان) تمھیں بے حیائی اور غلط کاموں کا حکم دے گا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے میری بات سننے والو! مجھ پر یقین رکھنے والو تمھاری غیرت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ تم ایمان تو اللہ پر لاؤ اور اس کے واضح دشمن شیطان کے پیچھے چلو۔! تمھاری ایمان کی غیرت گوارا نہیں کرتی۔ اس کو کہتے ہیں غیرتِ ایمانی۔ یعنی شیطان جو کچھ کرتا ہے وہی تم کرتے چلو۔ اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ موسیقی کی محفل میں نیند کیوں نہیں آتی جب کہ قرآن کی محفل میں نیند آجاتی ہے۔ تو سمجھ لیں شیطان ہمیشہ آپ کے سامنے گناہ کو خوبصورت اور دل کو بھانے والے انداز میں پیش کرتا ہے۔ ہر مکروہ بات کو، ہر ناپسندیدہ بات کو، ہر منکر بات کو ایسا جامہ پہنایا ہے کہ وہ اچھا لگنے لگتا ہے۔ جیسا کہ آج کل اس نے بدتمیزی کو ایسا خوبصورت جامہ پہنایا ہے کہ لوگ جس کو پہلے بدتمیزی کے دائرہ میں لیتے تھے اب اس کو خود اعتمادی کا نام دیا جاتا ہے۔ آج کی نئی نسل کو جو خود اعتمادی دی جا رہی ہے یہ پرانی پیکنگ میں اس کا نام بدتمیزی تھا۔ آج کے والدین اور معاشرہ خود اپنے بچوں کو بولڈ بنانے کے چکر میں بدتمیز بنا رہے ہیں۔ اس کو "بولڈنس" کا نام دیا جاتا ہے۔

بچوں میں اُستاد کا خوف ہوتا تھا۔ انھیں خود اعتماد اور بولڈ بنا کر ان کے اندر سے خوف ختم کیا جا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے۔ انھیں بدتمیز بنایا جا رہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو شیطان کے انداز اپنائے گا تو وہ ضرور بے حیائی کا حکم دے گا۔ شیطان نے شروع سے بنیادی یونٹ خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں ہاروت اور ماروت کا ذکر ہے۔ انھوں نے کہا تھا کہ لوگ ان سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈلوانے کے لیے جادو کرواتے تھے۔ اور جو ہم نے پچھلے رکوع میں دیکھا تھا یہ بھی دراصل اسلام کے بنیادی یونٹ کو خراب کرنے کی کوشش تھی۔ ہر جگہ شیطان آپ کو پریشان کر رہا ہے۔ اس لیے اللہ رب العزت نے کہا ہے کہ اے ایمان رکھنے والو! تم شیطان کے پیچھے نہ چلنا۔ بے حیائی کے علاوہ یہ تمھیں کچھ نہیں دے سکتا۔ بُرائی کے علاوہ یہ تمھیں کچھ نہیں سکھا سکتا۔ بظاہر اچھی نظر آنے والی چیز، اچھی پیکنگ میں نظر آنے والی چیز اندر سے خستہ حالت میں ہوتی ہے۔ اس کی مثال "اونچی دُکان اور پھیکا پکوان" کے برابر ہے۔

اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو شیطان تمھیں اپنے جال میں پھانس لیتا۔ یہ اللہ ہی ہے جو تمھیں بچا لیتا ہے۔ اگر اللہ نہ بچائے تو انسان بچ نہیں سکتا۔ ہم سب اسی معاشرے میں رہنے والے ہیں وہ بھی جنھوں نے دوپٹے اُتار دیے، وہ بھی جنھوں نے ٹانگیں آدھی کر لی۔ وہ بھی جن کے بازو نظر آتے ہیں اور وہ بھی جو سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو ڈھانپ کر نکلتے ہیں۔ اور جو اپنے آپ کو سب کے سامنے ظاہر کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ آج کے دور میں یہی چل رہا ہے۔ یعنی ان کا مقصد کچھ نہیں ہوتا۔ شیطان اسے خوبصورتی کا جھانسہ دیتا ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو جتنا بھی ہوسکتا ہے چھپا کر نکلتے ہیں۔ انکے دل میں اللہ کے فضل سے اس کا خوف ہے تو وہ بھی اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ یہ اللہ کی خاص مہربانی ہے ایسے لوگوں پر جو اللہ کے احکامات پر چلتے ہیں یا چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ اللہ کی بہت بڑی مہربانی اگر انسان پر جیسے آج کے معاشرے میں تنقید کی جاتی ہے۔ مولویوں پر، علماء پر، مسلمانوں پر، انھیں تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تو وہ یہ سمجھیں کہ ہم پر اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ ہمیں اس کیٹگری میں لے کر آرہے ہیں جو اللہ سے خوف رکھتے ہیں اور اس شیطانی معاشرے کا حصہ نہیں بنتے۔ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس پر اور اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے نفس پر شیطان کا اثر نہیں ہوتا۔ ورنہ تھوڑی دیر کے لیے اگر وہ سوچے تو اس کو بھی یہ سب اچھا لگے گا۔ اس پر بھی معاشرے کے اثرات پڑتے ہیں اور اللہ رب العزت جس کو چاہتا ہے وہ ایمان دیتا ہے جس کو چاہتا ہے وہ ہدایت دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ رب العزت زبردستی نہ کسی کو گمراہ کرتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے زبردستی کسی کو ہدایت دیتا ہے بلکہ اس کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت چاہتا ہے۔ اور گمراہ وہی ہوتے ہیں جو گمراہی کو پسند کرتے ہیں۔ وہی شیطان کے پیچھے لگے رہتے ہیں جن کے بارے میں شیطان نے کہا تھا کہ تیرے بندوں کو تو میں بہکا نہیں سکتا اے اللہ! مگر ان لوگوں کو بہکا دوں گا جو تیرے رستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ نے انسان کی سرشت میں کچھ نہ کچھ اچھائی رکھی ہے۔ اللہ نے اس کے دل میں اپنا خوف کہیں رکھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ روح بری نہیں ہے صرف اس کو پالش کی ضرورت ہے۔ اور ہم اس امید پر اپنی اولاد کی پالش کریں گے کہ جس طرح اللہ نے ہمارے دل میں اپنا خوف رکھا ہے ان شاء اللہ ہماری اولاد کے دل میں بھی وہ اپنا خوف ضرور ڈالے گا۔ ان شاء اللہ ہم نے اپنی اولاد کو اس بولڈ ہونے والے لیبل میں نہیں لپیٹنا، انھیں بدتمیز نہیں بنانا نہ اللہ کا اور نہ اپنا۔ انھیں دین سے جوڑنا ہے۔ ان پر تھوڑا دباؤ رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ بولڈ معاشرہ پسندیدہ نہیں ہے۔ اور اللہ یہ سب کچھ سنتا بھی ہے جو تم کہتے ہو اور جانتا بھی ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ حق پر کون ہے اور کون فساد پھیلا رہا ہے۔ اللہ سنتا ہے جب تم تنقید کرتے ہو، تم اس کا مذاق اُڑاتے ہو اور اللہ نے قرآن میں واضح طور پر فرما دیا کہ تم اس محفل میں نہ بیٹھنا جس میں اللہ کی آیات اور احکامات کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، اور شیطان کی پیروی کی جا رہی ہو۔ دعا کرنی ہے اور اللہ سے اچھی امید رکھنی ہے کیونکہ وہی تو ہے جو ہماری سنتا ہے۔ ہماری نیت، خواہش اور کوشش کو جانتا ہے۔

آیت 22

﴿وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْٓا أُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾﴾

”اور تم میں سے بزرگی اور کشائش والے اس بات پر قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور مسکینوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیا کریں گے، اور انہیں معاف کرنا اور درگذر کرنا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے، اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اور نہ قسم کھالیں فضل والے

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بارے میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جو باتیں ہوئیں۔ ان میں سب سے زیادہ تکلیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والی تکلیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ہے اور اپنی بیٹی کی تکلیف بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ہے۔ تکلیف کا اندازہ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ ایک باپ ہونے کے ناطے، ایک دوست ہونے کی حیثیت سے اور ایک مومن ہونے کی حیثیت سے۔ اور پھر تکلیف بھی دینے والا اپنا وہ رشتہ دار ہو جس کی وہ کفالت کر رہے تھے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ کا غریب رشتہ دار ہے جس کی کفالت کا ذمہ آپ رضی اللہ عنہ نے لیا ہوا ہے۔ وہ تم سے وہ کام کروائے گا جو ناپسندیدہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غصہ آتا ہے جب انہیں پتہ چلتا ہے کہ "مسطح بن اثاثہ" بھی ان میں شامل ہیں۔ وہ غصہ میں آ کر قسم کھا لیتے ہیں کہ آئندہ میں وہ اس کی کفالت نہیں کریں گے۔ لیکن اللہ رب العزت فوراً راہنمائی فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم ایسا نہ کرنا بلکہ ان کا نان ونفقہ ویسے ہی جاری رکھنا کیونکہ اللہ رب العزت غفور الرحیم ہے اور وہ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ یہ معاف کرنے کے احساسات اگر پیدا ہو جائیں انسان کے اندر تو پھر وہ خود بھی خوش رہتا ہے اور معاشرہ بھی پُرسکون رہتا ہے۔ جب آپ کسی سے بدلہ لیتے ہیں تو اس سے پہلے آپ خود پریشانی اور اذیت کا سامنا کرتے ہیں۔ شدید غصہ ہے تو آپ نے کہا کہ میرا دماغ پھٹ رہا ہے میں اب اس کو چھوڑوں گا نہیں۔ پھر آپ دوسرے کا نقصان کرتے ہیں۔ دو گروہ اس میں خراب ہوں گے اگر بدلہ لینے کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور اس سے رواداری ختم ہو جائے گی۔ رشتہ داری ختم ہو جائے گی۔ مسلم اُمہ کمزور ہو کر بکھر جائے گی۔

اللہ نہیں چاہتا کہ تمھارے آپس کے تعلقات کمزور پڑیں۔ اس لیے اللہ چاہتا ہے کہ تم قسم نہیں کھاؤ اور یہ بھی احساس رکھو کہ جو مال تمھارے پاس ہے وہ خاص اللہ کے فضل سے ہے۔ یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو اللہ نے تمھیں دے رکھا ہے اس کو اللہ کی راہ میں نہ دینے کی قسم نہ کھاؤ۔ اور یقین کیجیے کہ کوئی کسی کا مال نہیں کھاتا اور کوئی کسی کو کچھ دے سکتا ہے مگر وہ وہی دیتا ہے جو اس کا نہیں ہوتا۔ اس پر کسی اور کا حق ہوتا ہے۔ وہ وہی مال دیتا ہے جو دوسرے کا اس کے پاس آ گیا ہوتا ہے۔ تو اس چیز کے لیے اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ جو وسعت والا ہے وہ قسم نہ کھائے اور چاہیے اس کو کہ وہ اس کی غلطی معاف کر دے۔ اس کی زیادتی معاف کر دے اور درگزر کر دے۔ معاف کرنے اور درگزر کرنے میں کیا فرق ہے۔ دراصل معاف کرنے کا مطلب ہے کہ جا میں نے تجھے معاف کیا اور تجھ سے غلطی کا کچھ بدلہ نہ لیا جب کہ درگزر کا مطلب ہے کہ اس کی بات کو کوئی اہمیت ہی نہ دی۔ یہ انسان کے بڑے پکے نفسیاتی انداز ہیں کہ انسان جب کہتا ہے کہ "چل چھڈ پڑے۔" تو وہ ذہنی طور پر بہت پُرسکون ہو جاتا ہے۔ منہ ہی دوسری طرف کر لیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے اس کی بات کو کوئی اہمیت ہی نہ دی۔ اسے اپنی یادداشت سے ہی نکال دیا اور زیادہ بڑا درجہ کیونکہ دل میں لگی ضرور ہے لیکن معاف کرنے کے ساتھ ساتھ اسے دل سے صاف بھی کر دیا۔

اللہ رب العزت بھی یہ ہی کہہ رہے ہیں کہ معاف بھی کر دو اور درگزر بھی کرو۔ اب تم نے اس بات کو دہرانا نہیں ہے۔ ایک مشہور جملہ بھی ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ آپ کو معاف کر دے تو آپ لوگوں کو معاف کریں۔ ہر رات سونے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دن بھر کے سارے گناہ اللہ معاف کر دے۔ اور جب ہم دوسروں کو پکڑتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ اتنے زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لانے والے لوگوں میں شامل تھے اور جنھوں نے شیطان کی پیروی نہیں کرنی تھی۔ پھر اللہ نے جونہی یاد دہانی کروائی تو انھوں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اور اس کا وظیفہ دوبارہ سے جاری کر دیا۔ جیسے ہی اللہ کا حکم آیا انھوں نے فوراً اس پر عمل کیا۔ یہ ہیں وہ لوگ جو "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" پر چلنے والے ہیں۔ جب ہم کسی سے بدلہ لینا چاہیں یہ آیت ہمارے سامنے آ جانی چاہیے۔ اور ویسا ہی فوراً ایکشن ہونا چاہیے جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ درگزر کرنے والا اتنا مطمئن اپنی زندگی گزارتا ہے اتنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خوش رہتا ہے کہ دنیا سے اس کے دل سے کرواہٹ سب پاک ہو جاتی ہے۔ جب آپ معاف کرنے لگ جاتے ہیں اور درگزر کرنے لگ جاتے ہیں تو خود بھی سکھی اور دوسرے بھی سکھی۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے کیونکہ یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔ مرہم لگانا سیکھیں۔ خود کی بھی ایسی تربیت کریں اور اپنی اولاد کو یہی سکھائیں۔ کیونکہ جب ہم کسی کو معاف کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں اللہ ہماری کئی غلطیاں اور خطائیں معاف کرتا ہے۔ غصہ ٹھنڈا کرنا سیکھیے۔ کیونکہ شیطان غصہ دلاتا ہے۔ ہم صدقہ کس لیے دیتے ہیں اپنی مصیبت کو دور کرنے کے لیے۔ اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف کروانے کے لیے۔ اللہ رب العزت قرآن میں فرماتے ہیں کہ اپنی غلطیوں کو اپنی نیکیوں سے بدلو۔ بس ایک دفعہ اپنے نفس کی، اپنی انا کے کنٹرول کرنے کی سرمایہ کاری کرنی ہے پھر گھر بیٹھے فائدہ ہی فائدہ۔ اور یہاں تو معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پل پل کے ساتھی ہیں وہ کیسے نہیں چاہیں گے کہ اللہ ان کے لیے مغفرت کا معاملہ کرے۔ اور اللہ سے معافی کا طلبگار رہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معاف کر دیا کہ بدلہ نہ لیا اور رحم کیا کہ اس کا نان ونفقہ دوبارہ شروع کر دیا۔

آیت 23-25

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝﴾

اب اگلی آیت میں 3 طرح کی عورتوں کا ذکر آیا ہے:

”جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان پر ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ انہیں انصاف سے پوری جزا دے گا اور جان لیں گے بے شک اللہ ہی حق بیان کرنے والا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

جوالزام لگاتے ہیں ان عورتوں پر جو اپنے آپ کو بچا کر رکھتی ہیں۔ محصنات یعنی حصار میں، قید میں، قلعہ کے اندر، جیسے اسلام ایک قلعہ ہے۔ اس لیے نکاح کرنے والی عورتوں کو بھی محصنات ہی کہتے ہیں۔ دوسری غافلات یعنی جنھیں اپنے اوپر لگے گناہ کا پتہ ہی نہ ہو جو ان کے اوپر لگایا گیا ہے۔ تیسری اللہ سے ڈرنے والی مومنات ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تینوں صفات کی مالک ہیں۔ دیکھیں پورے مدینہ میں بات پھیل چکی ہے اور انھیں پتہ ہی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا گزر رہی ہے۔ اور پھر اس کے بعد وہ اس گناہ کے بارے میں کوئی علم نہ رکھتی ہوں یعنی وہ تصور بھی نہیں کر سکتی ایسی معصوم شخصیت، ایسی غافل اور نیک پاک دامن، دل میں اللہ کا خوف رکھنے والی ہیں۔

اللہ کی لعنت

مومن عورت پر جو الزام لگاتا ہے اس کی سزا اس سے کم ہو ہی نہیں سکتی کہ اللہ اس پر اپنی لعنت کرے۔ اللہ رب العزت نے سخت سزا دی ہے اور سزا اسی کوڑے رکھی۔ اس کے باوجود اس پر لعنت بھی کی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں لعنت ہو تو اس کی کوئی عزت نہیں کرتا اور معاشرے میں اسکا مقام گر جاتا ہے۔ یہ بڑی خوفناک بات ہے کہ ہمارے گناہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ معاشرہ بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ اگر کوئی شخص بھی گناہ کرتا ہے تو ایسا نہیں ہے کہ وہ صرف اس کی ذات تک محدود ہو۔ بلکہ یہ خود بخود تقسیم ہو جاتا ہے اس کی اگلی نسلوں میں۔ انسان خود تو برداشت کر لیتا ہے مگر وہ نہیں چاہتا کہ اس کے کیے کی سزا اس کی آنے والی نسلیں بھی بھگتے۔ اللہ ہم سب پر اپنا رحم کرے اور نیکی کی توفیق دے۔ آمین

اللہ کی لعنت دنیا میں جو ہوتی ہے وہ اس طرح ہوتی ہے کہ اس شخص کا ذکر ہر کوئی برے الفاظ میں کرتا ہے۔ برائی سے ذکر ہوتا ہے۔ لوگوں کے بارے میں اس کی افواہیں غلط ہو جاتی ہیں کوئی اس کی بات کا یقین نہیں کرتا۔ کوئی اس کا اعتبار نہیں کرتا۔ کوئی عزت نہیں کرتا۔ اگر خدا نہ کرے، خدا نہ کرے اللہ زیادہ غصہ کرے اپنا غضب دکھائے تو اگلی نسل بالکل برداشت نہیں کر سکتی اور آخرت کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ اس دن جب گواہی دیں گی ان کی زبانیں۔ اللہ رب العزت جب تمھیں اکٹھا کرے گا تو تمھاری زبان تم پر گواہی دے گی۔ تمھارے ہاتھوں نے جو کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا وہ گواہی دیں گے، تمھارے پاؤں گواہی دیں گے جن کے ساتھ تم برائی کی طرف چل کر گئے۔ اللہ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس دن انسان کے سب اعضاء اللہ کے حکم سے بولیں گے۔ اس دن اللہ ہر انسان کو اس کے اعمال کا صحیح صحیح بدلہ دے گا۔ ان کے کیے کا یعنی ان کے طریقۂ زندگی کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک انسان اپنی مرضی سے زندگی گزارتا ہے دوسرا اللہ سے ڈر کر زندگی گزارتا ہے۔ اب دونوں کا بدلہ پورا پورا دینے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ دونوں کو ایک جیسا برابر بدلہ ملے گا۔ اللہ نے جس چیز سے منع کیا ہے وہ پتہ بھی ہو پھر بھی اس کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑا ہو جائے تو یہ اس کا حق تو نہ ہوا۔ اس چیز کا سب سے بڑا گناہ ہے کہ جس کو پتہ ہو کہ یہ گناہ ہے پھر بھی وہ اس کو نہ چھوڑے۔ جس کو پتہ ہو اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے جس کو پتہ ہو اللہ نے اس کی کیا سزا دینی ہے جس کو پتہ ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ہم پر۔ دیکھنے کو یہ کتنی چھوٹی سی بات لگتی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے آدمیوں کے ازار کو اوپر نہ کرنے پر پکڑ رکھی ہے۔ اللہ ان کی پکڑ کرے گا۔ ان کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ اب جو نہیں اوپر کرتا تو کیا ان کا حق ہے کہ وہ جنت میں جائیں۔ اب یہ بات حق اور سچ ہے تو پھر اس کی سزا ملنی چاہیے کہ نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ (نعوذ باللہ) اللہ حق ہے اور وہ حق رکھتا ہے کسی بھی انسان کو اس کے اعمال کے حساب سے جزا و سزا دینے کا۔ اس کے باوجود وہ اپنے گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے۔

آیت 26

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾

”ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں، اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں، وہ لوگ اس سے پاک ہیں جو یہ کہتے ہیں، ان کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اب آگے اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ خبیث عورتیں، خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد، خبیث عورتوں کے لیے ہیں۔ جب کہ پاکدامن عورتیں پاکدامن مردوں کے لیے ہیں۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پاک ہستی پوری دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ ایک تو یہ بات ہے کہ اس میں اللہ بتانا چاہ رہا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایسی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرا یہ کہ اللہ نے فرمایا کہ نہ نکاح کریں پاکدامن عورتوں کا کسی زانی شخص سے یا پاکدامن شخص کا کسی زانیہ عورت سے۔ ان کا آپس میں نباہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہاں پر اللہ نے والدین کی کچھ ذمہ داریاں بتا دیں کہ وہ اپنے بچوں کی شادیوں سے پہلے اچھی طرح پرکھ کر لیں کہ آیا وہ لڑکا یا لڑکی نیک سیرت ہے یا نہیں۔ حتی الامکان جتنا ممکن ہو سکے۔ اچھے کردار اور اخلاق کو ترجیح دیں۔ نیکی کو ترجیح دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے پہلے دین کو ترجیح دیں۔ وہی لوگ ہیں جن کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ ان کو اولاد بھی اللہ نیک دے گا کیونکہ اولاد بھی رزق میں شامل ہے۔ اور ان کے کام میں برکت ڈالے گا۔ جو رزق حلال ہے وہ آپ کی ضروریات اور خوشیوں پر خرچ ہوتا ہے جب کہ حرام رزق نقصان ہی دیتا ہے۔ سب نعمتیں جو اللہ ہمیں عطا کرے اس کی حفاظت کی بھی توفیق دے۔ اس کا صحیح استعمال ہم کریں۔ اللہ نے ہمیں بولنے کے لیے زبان دی ہے تو اس سے اچھے الفاظ نکالیں۔ دماغ دیا ہے تو ہم اس کو اللہ کا دین پھیلانے میں استعمال کریں۔ یہ ہمارا رزق کریم ہوگا۔ اس کو شیطانی سوچ کے ساتھ نہ لے کر جائیں۔ دل دیا ہے تو وہ نیکیوں کی طرف مائل ہونے والا ہو۔ یہی رزق کریم ہے۔ اللہ ہمیں ہمارے سب بچے، بچیوں کو رزق کریم اور نیک ساتھی عطا فرمائے۔ آمین

آیت 27 تا 30:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور کسی کے گھروں میں نہ جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کرلو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے، اور اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔ تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا سامان ہے، اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔''

اجازت لینا ضروری

ایک مسلمان جب بھی سلام کر کے داخل ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اگلے شخص کو کہہ رہا ہے کہ تم میرے ہاتھ سے، زبان سے اور نیت سے محفوظ ہو گئے ہو۔ تم پر سلامتی ہو۔ پھر اگلا بھی اس کے جواب میں کہتا ہے وعلیکم السلام۔ یعنی تم پر بھی سلامتی ہو اور اس کی رحمت اور برکت۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کے ساتھ اجازت لے کر داخل ہوا کرو۔ تاکہ گھر میں موجود لوگ ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہو جائیں۔ اسی لیے آپ ﷺ جب کوئی قافلہ آتا تو اس کو مدینے سے باہر رکنے کا کہتے۔

پہلے لوگوں میں یہ روایت موجود تھی ان میں روایت موجود تھی وہ جب گھر میں داخل ہوتے تھے تو کوئی نہ کوئی اشارہ یا آواز لگا دیتے تھے یا کھنگار کی آواز نکالتے تھے۔ خواہ وہ بھائی ہوتا باپ یا پھر شوہر۔ لیکن اب وہ روایت نہیں رہی۔ اگر کوئی اجازت لے کر آتا ہے تو اس میں شرمندگی نہیں اس میں انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ تمھارے لیے بہتری کی باتیں ہیں۔ اللہ کے حکم میں بہتری ہی بہتری ہے۔ اللہ نے کہا کہ تم اجازت لے کر داخل ہو۔ اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ اس پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برا نہ مناؤ۔ اللہ کے اس حکم سے ناواقف یا نافرمان ایسے ہوتے ہیں جو اجازت نہ ملنے پر غصہ کرتے ہیں، ضد کرتے ہیں اور تعلقات تک توڑنے سے نہیں ہچکچاتے۔ انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں انکا خیال ہوتا ہے کہ شاید انکی عزت میں کمی آگئی ہے ایسا سوچتے ہوئے کیا وہ اپنی ذات کو اللہ کے حکم کے مقابلے میں زیادہ اہم جانتے ہیں۔؟

گھروں میں جھانکومت

آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"لو ان امر اا طلع علیك بغیر إذن، فخذفته بعصاة، ففقات عینه، لم یكن علیك جناح"

"اگر کوئی شخص تمہاری اجازت کے بغیر تمہیں (جب کہ تم گھر کے اندر ہو) جھانک کر دیکھے اور تم اسے کنکری مار دو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

(صحیح بخاری 6902)

اللہ تعالیٰ نے کہاں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص اہمیت دی ہے اور اس کو تفصیل سے سمجھایا ہے۔ جب کہ ہم لوگ ان کو اہمیت نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کچھ نہیں ہوتا کوئی بات نہیں خیر ہے وغیرہ وغیرہ اور باقاعدہ وضاحت پیش کرتے ہیں کہ یہ ہمارا فلاں ہے یا فلاں ہے۔

بالکل اسی طرح جیسے ہم نامحرم کے چھونے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ بہت سی خواتین ایسی ہیں جو نامحرم سے چوڑیاں پہن لیتی ہیں اور مہندی تک لگوا لیتی ہیں۔ ہم کتنے شریف لوگ ہیں کہ جو ہمارے نامحرم رشتے دار ہیں ان سے بچیاں سلام یا پیار لیتی ہیں یہ گناہ ہے۔ قطعاً یہ ہو نہیں سکتا کہ جس چیز کو اللہ نے منع کیا ہے اس میں خیر ہو۔ اگر کوئی خالو یا پھوپھا ایک بچی کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے تو اس میں خیر نہیں ہے۔ چاہے وہ جتنا مرضی نیک ہو۔ اللہ نے گنجائش نہیں رکھی۔

آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ:

"لأَنْ یُطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِکُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ نامحرم عورت کو چھوئے۔'' (المعجم الکبیر للطبراني: 20/212)

اللہ رب العزت نے ہمیں پاک کیا ہے اور نصیحت کی ہے کہ تم پاک رہو۔ اللہ ان سب کو جانتا ہے جو تم عمل کرتے ہو۔ اللہ انسان کے ہر عمل کو بہت اچھے سے جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بلاضرورت پابندیاں نہیں لگائیں اور کہا ہے کہ ایسی جگہیں جو غیر آباد ہوں وہاں تم بغیر اجازت داخل ہو سکتے ہو۔ یا ایسی جگہیں جو سب کے لیے یکساں ہوں، کسی کی سکونت نہ ہو مثال کے طور پر ہسپتال، مساجد اور آفسز وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے پوشیدہ اور ظاہر ہر عمل کو جانتا ہے۔ یعنی جو تم عمل کرتے ہو اس کو بھی اور ذہن میں پلاننگ کرتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔ جو دل میں چھپایا اپنا غصہ، کینہ، حسد وغیرہ ان سب کو اللہ جانتا ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۝﴾

''ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔''

نگاہیں پست رکھیں

اگلا اللہ نے حکم دیا ہے کہ مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں پست کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی پاکیزگی کا مزید بندوبست کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں رہنے کے طریقے سکھائے۔

نظر بد تیر کی طرح دوسرے کو لگتی ہے تیر تیزی سے لگتا ہے۔ تیر بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ تیر پیوست ہو جاتا ہے۔ تیر کا زخم اتنا گہرا ہوتا ہے کہ جس کو ٹھیک ہونے میں، بھرنے میں ایک وقت لگتا ہے۔ یہ نظر ایک ایسی بُری چیز ہے۔ آنکھ کا دیکھنا انسانی نفسیات کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ عموماً مردوں کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کیونکہ نظر بازی پر پابندی نہیں ہے۔ اور یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ خود کو ان پابندیوں سے بالا سمجھتے ہیں۔ کسی بھی مرد کے لیے یہ بڑی عجیب بات ہے کہ وہ نظر نیچی رکھے۔ بھلا مرد بھی ایسا کرے۔ پردہ اور نگاہوں کا کنٹرول صرف عورتوں کے لیے ہے۔

سبھی مجھ سے ہی کہتے ہیں کہ نیچی رکھ نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلیں یوں عیاں ہوکر

ایسی بات کہنے والے دراصل اللہ کے حکم کا مذاق اڑاتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک! سن لیں سب مسلمان مرد کہ اللہ نے انھیں نگاہیں پست رکھنے کا کہا ہے۔ مرد معاشرے میں طاقت اور اختیار عورت کی نسبت زیادہ رکھتا ہے اس لیے اس کو اپنے جذبات پر کنٹرول کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ وہی ہوگا جو آج ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت انسان کی نفسیات جانتا ہے اور وہی حکم فرماتا ہے: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ مرد کو پہلے حکم دیتا ہے ''نگاہ نیچی رکھو'' مرد کو ذمہ دار بنایا، اپنے گھرانے کا منتظم بنایا تو اصلاح بھی پہلے اسی کی ہوگی۔ اگر نیت صاف ہے، اللہ پر ایمان ہے تو ضرور بات مانے گا ورنہ اکڑ جانا تو شیطان کا طریقہ ہے۔

معاشرے میں نکلنے کے لیے اللہ نے تمھارے سب سے پہلے حربے نظر کو کنٹرول کیا۔ اگر نظر کنٹرول رکھ لی تو اگلا کوئی نقصان ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس کا اندیشہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی نظر معاف ہے''، یعنی پہلی نظر اچانک ڈلنے والی نظر کی تو معافی ہے اس کے بعد پھر جو ارادتاً نظر ڈالی اس کی معافی نہیں ہے اور بعض دفعہ ہمارے معاشرے میں لوگ پہلی نظر ڈالنے پر اپنی پہلی نظر ہی نہیں ہٹاتے۔

ایاکم والجلوس علی الطرقات فقالوا: ما لنا بد انما ھی مجالسنا نتحدث فیھا قال: فاذا ابیتم الا المجالس فاعطوا الطریق حقھا قالوا وما حق الطریق قال غض البصر وکف الأذی ورد السلام وأمر بالمعروف ونھی عن المنکر

راستہ پر بیٹھنے سے رسول ﷺ نے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یہ تو ہماری مجلسیں ہیں جہاں ہم بات چیت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر بیٹھنا ہی ہے تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے دریافت کیا راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر نیچی رکھو، کسی کو تکلیف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مت پہنچاؤ، سلام کا جواب دو، اچھائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ (بخاری: ۵۵۱۸)

اب ہم اتنے بے خوف ہو گئے ہیں کہ بے باک کر دیا ہے ہم نے اپنے آپ کو اور بے باک کر دیا ہے ہم نے اس معاشرے کو۔ یہی وجہ ہے کہ نہ گھر میں نظر نیچی ہے اور نہ گھر سے باہر نظر نیچی ہے۔ اس بناء پر محرم رشتے محرم نہیں رہے ہیں۔ ہم بولڈ ہو گئے ہیں اور یہ بولڈ ہونا ہمیں شیطان نے سکھایا۔ کسی نے کہا کہ اب کیا کریں ہم اللہ نے ہر چیز انسان کے لیے مسخر کر دی ہے۔ اللہ خود فرماتا ہے کہ میں نے دنیا کی ہر چیز انسان کے لیے بنائی ہے تو پھر یہ خوبصورت چہرے بھی تو اللہ نے ہمارے لیے بنائے ہیں ہم نہیں دیکھیں تو اللہ کی ناشکری ہو جائے گی۔ (نعوذ باللہ) یہ اللہ کے احکامات کا مذاق اڑانا ہے اس سب کے ساتھ یہ بھول جاتے ہیں کہ قانون بھی اللہ نے بنایا ہے اور سزا بھی اللہ ہی نے دینی ہے اور حاضری بھی اسی کے پاس ہے اور جو ایسا کرتا۔ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا کرے۔ آمین

اللہ نے سختی سے ڈانٹ کر حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی کرو۔ اور جو ایسا کرتا ہے وہ اپنے آپ سے جنت کو دور کر لیتا ہے۔ کیا کوئی عورت چاہے گی اس کا باپ جہنم میں جائے یا شوہر یا بیٹا جہنم میں جائے۔ کہتے ہیں کہ چار مردوں کو جہنم میں لے کر جائے گی عورت۔ سوچنے کی بات ہے کہ چار مرد ایک عورت کو سنبھال نہ سکے۔ کوئی ایک بھی قوام نہ بن سکا۔ ذمہ داری مرد کی تھی۔ اپنی نظر نیچے رکھو اور اپنے گھر والوں کی تربیت اچھے طریقے سے کرو۔ اب کسی بچی کا دوپٹہ اُترا تو اس کے باپ نے گھورا نہیں ہے۔ اس کے بھائی نے اس کو ٹوکا نہیں ہے کیونکہ اس کو یہ چیزیں بری نہیں لگ رہیں۔ اس کی نظر میں یہ سب چیزیں جچ رہی ہیں۔ کون کون سے رشتے ہیں جن کو ہم خود سے محرم بنا بیٹھے ہیں۔ آج معاشرے میں کرپشن کا جو ریٹ ہے اس کی بنیاد نظر بازی ہے۔ آج کرپشن کا ریٹ 80 فیصد ہو گیا ہے۔ نہ کوئی مرد رُکا اور نہ ہی کوئی عورت باز رہی۔ ہمارے معاشرے میں اگر طلاق کی شرح کم کرنی ہے گھروں میں امن برقرار رکھنا ہے میاں بیوی کی محبت قائم رکھنی ہے بچوں کی تربیت اچھی کرنی ہے اگر خاندانی سسٹم بحال کرنا ہے عزت و احترام کو رائج کرنا ہے تو سب سے پہلے مومن مرد اور عورتوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنی ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ دل صاف ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا فرق پڑتا ہے۔ دل صاف ہو تو اللہ کا حکم نہ مانیں۔؟ دل صاف ہو تو نظر نیچی نہ رہے۔؟ اسی صفائی نے ہماری شرافت کا صفایا کر دیا۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اپنی نظر نیچی رکھو اور اپنے ستر کی حفاظت کرو۔ یہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ اللہ سب چیزوں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ یعنی سمجھ کے ساتھ، شعور کے ساتھ اور ارادتاً کرتا ہے اللہ سب جانتا ہے۔

آیت 31 تا 34:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝﴾

''اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو جگہ اس میں سے کھلی رہتی ہے، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں پر یا ان خدمت گاروں پر جنہیں عورت کی حاجت نہیں یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں، اور اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے، اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔''

عورتیں بھی نگاہیں پست رکھیں

پہلا حکم اللہ تعالیٰ نے مردوں کو دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنے ستر کی حفاظت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں۔ پھر آگے یہی حکم اللہ رب العزت نے عورتوں کو دیا کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچے رکھیں اور اپنے ستر کی حفاظت کریں۔ پھر مزید حکم دیا کہ عورتیں اپنی زینت کو چھپائے رکھیں۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں اللہ نے مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا کہا ہے وہیں ساتھ میں عورتوں پر واضح کر دیا کہ وہ عیاں ہو کر نہ نکلیں۔ اللہ نے دونوں کے لیے کوئی حجت نہیں چھوڑی کہ وہ حیلے بہانے کرتے پھریں۔ دونوں کے لیے برابر حکم ہے۔ جیسے مرد کو اپنی نگاہ بچانی ہے بالکل اسی طرح عورت نے بھی اپنی نگاہوں کو سنبھال کر رکھنا ہے۔ فطرت بنانے والا اللہ ہے۔ وہ انسان کی فطرت سے بخوبی واقف تھا اس لیے اللہ رب العزت نے پہلے ہی ایک حد مقرر کر دی۔ عام طور پر عورتیں یہ خیال کرتی ہیں کہ پردہ کرنا عورتوں کے لیے ہے اور نظریں نیچی رکھنا مردوں کے لیے۔ پردہ کر کے خود کو محفوظ کر لیا اب دیکھنا عورت کے لیے شر کا باعث نہیں۔ اللہ کے ہر فرمان کو ماننا ہے کہ وہ حق ہے۔ دیکھنے سے اگر مرد کے ذہن میں انتشار پیدا ہوتا ہے تو عورت کے ذہن کو بھی خراب کرتا ہے۔ دونوں میں ہیجانی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ ہوسکتا ہے شریف عورت میں مرد کی نسبت کم ہو مگر ہے تو نہ۔؟ ورنہ اللہ عورت کو صرف اپنی ستر کی حفاظت کا ہی حکم فرماتے اور زینت کے اظہار سے ہی صرف روکتے۔ تیسرے حکم میں زینت چھپانے کا کہا ہے۔ زینت نہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ کیونکہ عورت کی فطرت اللہ نے بنائی ہے۔ عورت کو بننے سنورنے کا شوق اللہ نے اس کے اندر ڈالا۔ اللہ اس شوق کو ختم نہیں کر رہا۔ خوبصورت ترین تخلیق عورت ہے۔ اللہ نے اسے ایک قیمتی متاع کہا ہے۔ اس کو سنبھال کر اور چھپا کر رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کو ظاہر کرنے کا حکم نہیں دیا۔ عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنے جسم کی حفاظت کرے تا کہ اس پر کوئی گندی میلی نظر نہ پڑ سکے۔ عورت کی اپنی زینت ظاہر کرنے کی نفسیات ہی اس کو گمراہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی نفسیات کا ذکر کرتے ہوئے اسے پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بننے سنورنے کی اجازت دی ہے مگر اپنے آپ کے لیے اور ان رشتہ داروں کے لیے جن کے سامنے اللہ نے زینت ظاہر کرنے کی قدغن نہیں لگائی۔ خاص طور پر اپنے شوہر کے لیے تیار ہو۔ یہ ایک عورت کا معیار ہے۔ اس کی عظمت ہے کہ اسے یہ اعزاز دیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بگاڑ کا سبب

آج ہمارا سارے کا سارا معاشرہ پریشان ہے۔ اذیت میں ہے اور یہ صرف زینت ظاہر کرنے کی وجہ سے ہے۔ آپس میں ناچاقیاں ہو رہی ہیں۔ مردوں میں ٹینشن بڑھ رہی ہے۔ عورت جب بن سنور کر باہر نکلتی ہے تو اس کی چال بدل جاتی ہے۔ اس کا انداز بدل جاتا ہے۔ اس کے بات کرنے کا اسٹائل بدل جاتا ہے لہٰذا پھر وہ خود بھی غیر محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور دوسروں کے گھر کو بھی غیر محفوظ کر دیتی ہے۔ اسی لیے اللہ نے مرد اور عورت دونوں کی نفسیات کے مطابق انھیں حکم دیا ہے۔ اللہ نے فطری چیز سے روکا نہیں ہے۔ بس اس کی حدود بتا دی ہیں کہ ان حدود کے اندر رہتے ہوئے کام کرے۔ ان حدود کو پار نہ کرے۔

یہ اللہ نے ہر عورت کو نہیں کہا ہے۔ یہود و نصاریٰ کو نہیں کہا ہے بلکہ خاص طور پر ایک مسلمان، مومن عورت کو حکم دیا تو پھر ہم کیوں غیر مسلموں کو آئیڈیل بناتے ہیں ہم بھی ان کی لائن میں چلنا شروع ہو گئے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اپنی زینت کرو مگر اس کو ظاہر نہ کرو۔ سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور اپنی اوڑھیاں اپنے سینوں پر ڈال لیں۔ اللہ رب العزت نے خاص طور پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔ یہ ایسے ہی محاورتاً نہیں کہا گیا۔ یہ کلام ہے حکیم کا، دانا کا، خالق کا۔ جس نے ہمیں پیدا کیا ہماری نفسیات کو بنایا۔ اس نے ہمیں نصیحت کی، اس نے ہمیں سمجھایا کہ تم اپنی زینت کو چھپاؤ اور یہ تمھاری زینت میں سے ایک حصہ ہے۔ عورت کے پر کشش جسمانی حصے کو خاص طور پر ہر محرم اور نامحرم سے چھپا کر رکھنے کا کہا گیا ہے۔ آپ اپنا دوپٹہ گلے میں ڈال لیں یا اس کو کندھے پر رکھ لیں پھر آپ کہیں کہ میں پورے لباس میں ہوں۔ آپ پورے لباس میں ہو ہی نہیں سکتے جب تک اپنا دوپٹہ کھول کر اپنے سینے پر نہ پھیلا لیں۔ یہ وہ دوپٹہ ہے جو آپ نے گھر میں اوڑھ کر رکھنا ہے جہاں بھائی اور باپ ہیں۔

بڑی بڑی چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے کلچر کا حصہ بنتی جا رہی ہیں حالانکہ وہ ہمارے کلچر کا حصہ نہیں ہیں۔ وہ تمام رواج جو دین اور مذہب کے تابع ہوتے ہیں اس کو کلچر کہتے ہیں۔ ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہب کا ایک کلچر ہے جسے تہذیب کہتے ہیں اور ایک ہوتے ہیں رسم ورواج اس کو تمدن کہتے ہیں۔
ہماری تہذیب کا یہ حصہ نہیں تھا کہ ہم اپنے آپ کو اپنی جیسی عورتوں کے سامنے بھی عیاں کریں۔
مجبوری یا بیماری کی حالت میں اجازت ہے۔آپ کا فرمان ''اگر حیا نہیں تو جو مرضی کرتا پھر''۔
یہ فرمان اپنے نتائج کے لحاظ سے، انسانی نفسیات اور رویوں کے لحاظ سے کس قدر سچ ہے۔
فرمان رسول ہے کیونکر حق نہ ہو! عورت کے اندر شرم کے احساسات فطری ہیں اور انھیں احساسات کے تحت خود کو ہر وقت ڈھانپ کے رکھنا چاہتی ہے عورتوں کے سامنے، قریبی محرم مردوں کے سامنے اور نامحرم سے تو ضرور ہی۔اس کو تھوڑا سا بھی کم کر دیا جائے تو باقی تمام پردے چاک ہوتے جاتے ہیں۔ جیسے عورتوں کے سامنے پردہ چھوڑا، محرم مردوں کے سامنے چھوڑا پھر نامحرم سے بھی شرم کا احساس ختم ہو گیا۔مخلوط سسٹم میں کام کرنے والی عورت اگر اپنے اور غیر محرم کے درمیان فاصلہ رکھنا بھی چاہے تو یہ کہہ کر اس کی تذلیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ کیا رویہ ہے۔؟ پروفیشنل بنو! شرم وحیا کو لازم رکھنا ہے تو گھر بیٹھو!
آج کی ماں اپنی چھوٹی چھوٹی بچیوں کو خود لے کر پالر جاتی ہیں اور ان کو عیاں کرتی ہیں اور کیوں کرتی ہیں صرف فل ''باڈی ویکس'' کے لیے۔ جسے مٹی میں دب جانا ہے یا آگ کا ایندھن بن جانا ہے کس لیے کر رہے ہو یہ سب؟ آگ میں جلا کر خوش ہو گی ماں اپنی بیٹی کو۔؟ کتنی زندگی ہے؟ صرف فیشن کے لیے!

ایک حیا ہی ایسی چیز ہے جو آپ کے برائی کے راستے میں حائل ہوتی ہے۔اللہ ہمیں سمجھ عطا کرے۔آمین

پہلے جوانی گزارنی مشکل ہو گئی تھی پرہیزگاری میں اب بچپن بھی محفوظ نہیں رہا۔بچی کے بلوغت کے آغاز میں ہی حیا ختم کر دی جاتی ہے۔فرمایا کہ چھپ کر کپڑا اوڑھ کر نکلو کہ کسی خفیہ زینت کا اظہار بھی نہ ہو اور وہ اپنے پاؤں کو نہ ماریں کہ لوگ جان لیں اس میں سے جو چھپا ہوا ہے۔اس میں جوتے کی آواز، پائل کی جھنکار اور چوڑیاں وغیرہ سب شامل ہیں۔اور عورت پیر مار کر اس وقت چلتی ہے جب وہ اپنی زینت کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ایسی کی بدتمیزی کی چال

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

مردوں کو متاثر کرتی ہے۔اللہ نے حکم دیا کہ اپنے آپ کو تحمل کے ساتھ دبا کر چلو۔عورت بن کر رہو چھپا کر نکلو۔

حیا میں خیر

صحابیات کہتی ہیں کہ جب اللہ نے پردے کا حکم دے دیا تھا تو ہم دیواروں کے ساتھ چپک کر گزرتے تھے کہ ہمارے جسم چھل جاتے تھے۔اتنی حیاء تھی اور پھر جب چادر کا حکم آتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں اور پاس میں ایک صحابیہ آ کر بیٹھتی ہیں اور قریش کی اور انصار کی عورتوں کی خصوصیات کا ذکر ہوتا ہے۔تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انصار کی عورتوں سے بڑھ کر کون ہوگا کہ جب اللہ نے پردے کا حکم دیا اور ان کے مردوں نے گھر آ کر انھیں وہ آیات سنائیں تو انھوں نے اپنی بڑی بڑی چادریں پھاڑ کر اپنی اوڑھنیاں بنالیں۔کوئی حجت نہیں پیش کی کہ میرے پاس نہیں ہے جب خریدوں گی تو کرلوں گی۔یا ہمارا معاشرہ تو ایسا نہیں ہے۔سب لوگ نیک ہیں۔لہذا پردے کی کیا ضرورت ہے کوئی دلیل نہیں دی۔فوراً عمل کیا۔ان کے دل میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور اللہ کا خوف پھر فرمایا اپنی زینتوں کو اپنی چال سے، پیر مارتے ہوئے ظاہر نہ کرو۔اللہ نے اس میں بڑی خوبصورت ترکیب رکھی ہے۔پہلی نظر کی حفاظت ہے، پھر ستر پوشی ہے۔تیسرا آپ کا سب سے پُرکشش جسم کا حصہ اس کو چھپانا ہے، چوتھا زینت کو ظاہر نہ کرو۔پھر اس کے بعد جس سے غلطی ہوجائے وہ اللہ سے توبہ واستغفار کرے۔اس کو چاہیے کہ اللہ کی طرف روجع کرے اور اللہ سے معافی مانگے۔اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی توبہ پر قائم بھی رہ سکیں۔یہ اللہ نے مردوں، عورتوں سب کے لیے کہا ہے۔گڑگڑا اؤ اللہ سے تاکہ تم فلاں پا جاؤ۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

آیت 32-34

﴿وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾

''اور جو تم میں مجرد ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کرادو، اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور چاہیے کہ پاک دامن رہیں وہ جو نکاح کی توفیق نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے، اور تمہارے غلاموں میں سے جو لوگ مال دے کر آزادی کی تحریر چاہیں تو انہیں لکھ دو بشرطیکہ ان میں بہتری کے آثار پاؤ، اور انہیں اللہ کے مال میں سے دو جو اس نے تمہیں دیا ہے، اور تمہاری لونڈیاں جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیا کی زندگی کے فائدہ کی غرض سے زنا پر مجبور نہ کرو، اور جو انہیں مجبور کرے گا تو اللہ ان کے مجبور ہونے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

اور البتہ ہم نے تمہارے پاس روشن آیتیں بھیج دی ہیں اور جن میں تم سے پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیز گاروں کے لیے نصیحت ہیں۔''

ترغیب نکاح

اب یہاں پر اللہ نے اتنی قدغن لگانے کے بعد جائز طریقے بھی بتا دیے جن کے ذریعے انسان اپنی فطرت خواہشات کو پورا کر سکتا۔ اللہ رب العزت نے حکم دیا کہ جو تم میں سے نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں ان کا جائز طریقے سے نکاح کردو۔ حتیٰ کہ وہ لونڈیاں اور غلام نیک ہوں اور شادی کرنا چاہیں تو ان کے نکاح کردو۔ جو اپنی عصمت کی حفاظت کرنا چاہے اور اپنی نظر کی حفاظت کرنا چاہے۔ لہٰذا جائز راستہ مہیا کرو تا کہ وہ ناجائز کی طرف نہ جائیں۔ اور مزید اللہ نے حکم دیا کہ اگر وہ غریب ہیں تو ان کے نکاح کر دو اللہ انھیں اپنے پاس سے اسے غنی کر دے گا۔ اللہ اپنے فضل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

سے تمھیں عطا کرے گا۔ وہ بڑی وسعت والا ہے۔

اور وہ لوگ جو نکاح کی استطاعت رکھتے نہیں ہیں تو انھیں چاہیے کہ اپنی عزت اور نفس کو بچا کر رکھیں کہ یہاں تک کہ اللہ انھیں اپنے پاس سے غنی کر دے گا۔ جو غلام اور لونڈی مکاتبت کرنا چاہتے ہیں تو انھیں مطابقت کرلو۔ اگر تم ان میں خیر کی بات دیکھ رہے ہو کہ وہ نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنے مال میں سے ان کو دو جو اللہ نے تمھیں دے رکھا ہے انھیں دو۔ ان کی مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح سبب بنا دیتا ہے اور انھیں غنی کرتا ہے۔ مل جل کر ان کا گزارا کراؤ۔ انھیں آزاد کر دو۔ انھیں کوئی ہلکا پھلکا کام شروع کرادو۔

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اپنی لونڈیوں سے جبراً بے حیا کا کام نہ کراؤ جو وہ کرنا نہیں چاہتیں۔ آج کل بھی ہمارے معاشرے میں یہ سب ہو رہا ہے۔ اللہ نے تو لونڈیوں کے لیے سخت حکم دیا۔ یہاں پر اپنی عورتوں سے اس طرح کے کام کرواتے ہیں پھر اس ترقی یافتہ دور میں وہ اپنے آپ کو آزاد سمجھتی ہیں۔ آہستہ آہستہ ہمارا ذہن ان باتوں کو قبول کرنے لگتا ہے جو شیطان دلوں میں ڈالتا ہے۔ شیطان بہت اچھے انداز میں بہکا رہا ہے اور بہک رہے ہیں۔ یہ صرف دنیا کی زندگی کے لیے اور صرف دنیا کے مال کے لیے۔ یہ صرف خواب کی دنیا ہے حقیقت کچھ نہیں۔ سوائے ان عورتوں کے جو مجبور کر دی جائیں یہ خصوصاً لونڈیوں کے لیے حکم ہے۔ آج کی عورت مجبور نہیں ہے۔ اللہ ان پر رحم نہیں کرے گا۔ دنیاوی فائدے کے لیے خود کو مجبور بنا لینا یا مجبور سمجھ لینا خود کو دھوکہ دینے اللہ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش ہے۔ میڈیا پر ایسی عورتوں کا انٹرویو آتا ہے۔ وہ دلیری اقرار کرتی ہیں ہم دھندا کرتی ہیں کیونکہ مجبوری ہے اور قطعاً انکے چہرے پر کسی قسم کا ملال ہوتا ہے نہ گناہ کا احساس۔ ایسا نہیں ہے کہ باعزت روزگار میسر نہ ہو، اور ایسا بھی نہیں ہے کہ کسی بھی ایسی عورت کا کوئی قوام نہ ہو۔ صرف حیا نہیں رہی کم پر گزارہ نہیں کرنا۔ اپنی خواہشات کی تکمیل حرام سے کرنی ہے۔ اور دوسروں کو بھی مواقع دیتے ہیں۔ ان تک پہنچ جانے کے بعد ایک اسلامی ملک کے اسلامی قوانین انھیں سزا کیوں نہیں دیتے۔؟ جو ان کو لوگوں کے سامنے لاتے ہیں وہ اس لیے کہ لوگوں میں حرام کام کی اٹریکشن بڑھے۔؟ یا وہ ان تک پہنچ جائیں آسانی سے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا یہ کہ جو ابھی تک خود کو روکے ہوئے ہیں ہمت کریں اور دنیا کے ساتھ چلیں۔؟
اللہ کی اس سورۃ میں کوئی بات ایسی نہیں ہے جو مبہم ہو۔ ہر حکم بالکل واضح اور کلیئر ہے تاکہ کوئی حجت نہ پیش کر سکے۔ کمزور ذہن والے بھی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈر کر زندگی گزارنے والے ہیں۔ بچ کر رہنے والے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کی سمجھ عطا کرے اور اس پر عمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

آیت 35:

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ﴾

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ ہو، چراغ شیشے کی قندیل میں ہے، قندیل گویا کہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارا ہے زیتون کے مبارک درخت سے روشن کیا جاتا ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف، اس کا تیل قریب ہے کہ روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نے نہ چھوا ہو، روشنی پر روشنی ہے، اللہ جسے چاہتا ہے اپنی روشنی کی راہ دکھاتا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

اس آیت کے آغاز میں نور کا ذکر ہوا ہے جس سے اس سورۃ کا نام ''سورۃ النور'' رکھا گیا۔ اس آیت میں بھی سورۃ النور رکھا گیا۔ اس آیت میں بھی سورۃ النور کا مرکزی خلاصہ چھپا ہوا ہے۔ ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ'' یہ اس سورۃ کی بھی مرکزی آیت ہے اور اللہ رب العزت کے اس قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ بھی ہے۔ سب سے پہلے تو اللہ کا تعارف ہے۔ اس کے بعد اس میں دوسرا لفظ نور ہے۔ تیسرا السموات ہے اور چوتھا والارض ہے۔ یعنی پوری کائنات زمین و آسمان کو بنانے والا اللہ ہے۔ اور درمیان میں جو تعلق ہے وہ نور کا ہے۔ یہ نور ہے ہدایت کا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

النور

جس کا اُردو میں مطلب روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دو روشنیوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک روشنی "نور" ہے اور ایک روشنی "ضیاء" ہے۔ ایک سورج کی روشنی کا ذکر ہے اور ایک چاند کی روشنی کا ذکر ہے۔ دونوں روشنیوں میں فرق ہے۔ سورج کی روشنی میں تپش ہے۔ جلانے کا عنصر ہے۔ تیزی ہے۔ برداشت نہیں کر پاتے۔ پک جاتی ہیں اس سے فصلیں۔ جراثیم سے پاک کر دیتا ہے اللہ ماحول کو اس سورج کی روشنی سے۔ لیکن چاند کی روشنی جس کو اللہ نے نور کہتا ہے اس میں ٹھنڈک ہے۔ وہ پھلوں میں رس بڑھانے کا سبب بنتی ہے۔ وہ سمندر میں مدوجزر پیدا کرتی ہے انسانی جذبات کو اُبھارتی ہے۔ ایک نور اللہ کی ہدایت کا ہے۔ یہ ہمارے دل میں اسی طرح سے طلاطم مچائے گا ہمیں اسی طرح سے سکون دے گا۔ اصل میں نور کیا ہے؟ اللہ کے احکامات جو پوری کائنات کے لیے احکامات ہیں۔ زندگی میں انسان کو پر سکون کرنے والی چیز نور ہے۔ عمل کا راستہ دکھانے والی چیز نور ہے۔ یہ سارے نور اللہ رب العزت کے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی نور نہیں ہے۔

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے نور کی وضاحت کے لیے ایک مثال بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات کے لیے اور اپنی ہدایت کے لیے چراغ کی مثال دی ہے۔ اللہ نے چراغ کی مثال کیوں دی ہے۔؟ یہ ہم دیکھتے ہیں اس آیت میں کہ ایک طاق ہے جس میں ایک چراغ پڑا ہوا ہے۔ اس کے اندر شیشہ لگا ہوا ہے یعنی فانوس ہے اس کے اندر روشنی ہے۔ جس کی وجہ سے روشنی شیشوں سے منعکس ہو کر زیادہ تیز روشنی دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کی روشنی پھیلتی ہے۔ چراغ کی روشنی سے کمرے میں موجود چیزیں دکھائی دیتی ہیں جن آنکھوں میں نور ہوگا وہی اس روشنی کو پا سکیں گے۔ دل روشن چراغ، روشنی کو محفوظ رکھنے کے لیے فانوس انتہائی شفاف، خالص روشنی (یعنی ہدایت اللہ کی)، شفاف فانوس سے گزر کر دیکھنے والی آنکھ کو روشن ماحول دیتی ہے ایک نور وہ ہے جو چراغ دے رہا ہے اور ایک نور وہ ہے جو دیکھنے والی آنکھ میں ہے۔ بظاہر دیکھیں تو دونوں نور اللہ کے دیے ہوئے ہیں۔ اور دیکھنے کے لیے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روشنی میں کبھی اندھیرا ہوتا ہے؟ نہیں ہوتا کیونکہ اللہ نے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ دیکھنے والوں کو روشنی دے۔ اس لیے اندھیرا نہیں ہوتا۔ روشنی کو روشنی دینے والا کون ہے؟ اور اندھیرے کو اندھیرا دینے والا کون ہے؟ آنکھ کو روشنی دینے والا کون ہے؟ یہ سب کس کے اختیار میں ہے؟ یہ سب کا سب اللہ کے اختیار میں ہے۔

مزید اللہ تعالی اس کی وضاحت کر رہے ہیں اس چراغ میں زیتون کا تیل ہے جس سے وہ روشنی دے رہا ہے۔ یہ تیل بہت عمدہ اور اعلیٰ کوالٹی کا ہے۔ یہ تیل اتنا صاف اور شفاف ہے کہ بغیر آگ دکھائے یہ آگ پکڑ لیتا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت اللہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس میں نور کے اوپر نور ہے۔ جب بھی ہم نور کی بات کرتے ہیں وہ دراصل ایمان وہتا ہے انسان کے اندر جو اللہ کو پہچانتا ہے جو اللہ کے بارے میں سوچتے ہیں وہ حقیقت میں اس نور کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اگر اس مثال کو انسان کے جسم پر لاگو کریں۔ انسان کو اللہ نے وہ ایمان کا نور دے کر بھیجا ہے کیونکہ ہر انسان وعدہ الست کر کے آیا ہے۔ انسان کے جسم میں اللہ نے ایک مرکزی چیز" دل" رکھ دیا ہے۔ وہ دل دراصل چراغ ہے۔ جو ایک غلاف میں لپٹا ہوا ہے۔ اللہ رب العزت وہ خالص دل دے کر ہمیں دنیا میں بھیجتا ہے جس کو" قلب سلیم" کہتے ہیں۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ فطرت ہے جو دل کے اندر صاف شفاف آئل ہے جب اس کو نور ملتا ہے یعنی ہدایت پہنچتی ہے تو فوراً اس کو قبول کر لیتی ہے۔ جس کو کسی رُخ کی ضرورت نہیں۔ یعنی اللہ کی ہدایت نہ شرقی اور نہ غربی۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی ہدایت کو کسی خاص سمت کی ضرورت نہیں۔ تم جدھر بھی رُخ کرو گے اور جس بھی خطے میں ہوں گے اللہ کی بادشاہت پاؤ گے۔ اللہ کی ہدایت پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے جو اس کو پانا چاہے وہ فوراً اس کو اُچک لے گا۔ اس کی طرف مائل ہوگا اسکو دل سے قبول کرے گا۔ اللہ نے یہاں مثال اس چیز کی دی ہے جس کو ہر انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اللہ نے اپنی ہدایت کو محدود نہیں کیا ہوا کہ اس کی ہدایت صرف مشرق میں ہوگی یا صرف مغرب میں ہوگی بلکہ اللہ کی ہدایت ہر طرف اور ہر ایک کے لیے پھیلی ہوئی ہے۔ کسی خطہ کے لیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخصوص نہیں ہے۔ اللہ ہمارے لیے آسانیاں کرے۔ اللہ پر توکل اور مضبوط کر دے ہمارے دل میں۔ اللہ نے دنیا میں ایک مقصد کے لیے بھیجا تھا۔ وہ مقصد اللہ کی عبادت کا ہے جو ہم بھلاتے جا رہے ہیں۔ ہم نے آج دنیاداری اور دنیا کے اسٹیٹس کے لیے مقابلہ شروع کر دیا ہے۔ جب کہ اللہ نے ہم سے کہا تھا کہ اگر تم نے مقابلہ کرنا ہے تو ایسے لوگوں سے کرو جو تقویٰ میں تم سے بڑھ کر ہیں۔ نیکی کے کاموں میں دوڑ لگاؤ۔ مقابلہ وہ کرو جو اخیر تک تمھارے ساتھ رہے۔ جو تمھیں فائدہ بھی دے۔ اللہ رب العزت جب ہمارے دلوں کو دنیاوی چیزوں سے پاک کرتا ہے۔ نور کے او پر نور ڈالتا ہے یعنی ہدایت دیتا ہے تو ہم اپنے آپ کو پرکھ سکتے ہیں کہ ہم کس لیول پر ہیں۔ جو نور اللہ نے ہمیں دیا ہے۔ ہمارے دلوں میں ڈال کر بھیجا ہے اس سے مستفید ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے تو اس چراغ کو صاف کریں۔ اس شیشے کو صاف کریں جس میں یہ چراغ رکھا ہے۔ اس میں صاف پیور آئل ڈالیں۔ پھر اس سے دیکھیں کہ آپ کو اس سے کتنی روشنی ملتی ہے۔ روشنی کے بغیر کچھ بھی نظر نہیں آتا دنیا اندھیر ہو جاتی ہے تو ہدایت کی روشنی کے بغیر کیا نظر آ سکتا ہے۔؟ اسی لیے دنیا میں اندھیر مچا ہوا ہے۔ جان، مال، عزت اور مذہب کچھ بھی محفوظ نہیں ہے۔ دنیاوی معاملات ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں ساتھ ساتھ مذہبی معاملات بھی خالص دل اور خالص سوچ نہ ہونے کی وجہ سے بدعات سے بھرپور ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو یہ سب کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

اللہ رب العزت اس آیت کے اخیر میں کہتے ہیں کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اللہ ہر دل سے واقف ہے۔ جو ہدایت پر ہے اس کو بھی جو اس کا طلبگار ہے اس کو بھی۔ اور اس کو بھی جو اس ہدایت سے دور ہے۔ اللہ ہر علم رکھتا ہے۔ جہاں ہم مجبور ہیں وہاں اللہ ہمیں فیور دے گا اور جہاں ہم نے مجبوری کو اپنے اوپر طاری کر رکھا ہے وہاں کوئی معاف نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم نے جو احکامات پڑھے اور سنے ہیں اس پر عمل کریں۔ اللہ ہمارے دلوں کو خالص کرے۔ اور ہمیں صحیح معنوں میں اس کی سمجھ عطا کرے۔ آمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت 36 تا 40:

﴿فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

''ان گھروں میں جن کی تعظیم کرنے اور ان میں اس کا نام یاد کرنے کا اللہ نے حکم دیا، ان میں صبح اور شام اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔ ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی، اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے عمل کا اچھا بدلہ دے اور انہیں اپنے فضل سے اور بھی دے، اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔''

(اس کے نور کی طرف ہدایت پانے والے) ان گھروں میں پائے جاتے ہیں جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے۔ ان میں ایسے لوگ صبح شام اسکی تسبیح کرتے ہیں جن میں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور اقامت نماز اور ادائے زکوۃ سے غافل نہیں کردیتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔ (اور یہ سب کچھ اس لئے کرتے ہیں) تاکہ اللہ ان کے بہترین اعمال کی جزا ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

یاد الٰہی

اللہ کی معرفت پانے کی تمنا رکھنے والے اللہ سے خلوص رکھنے والے اللہ کے احکامات جاننے اور اس پر عمل کرنے کے متمنی اسکی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کئے جانے والے گھروں یعنی مساجد وغیرہ سے رغبت رکھتے ہیں فرض نماز کی ادیگی کے لیے وہاں جانا تو ہوتا ہی ہے، اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کے علاوہ وہ ذکر اللہ بھی پائے جاتے ہیں۔ انسان جس ماحول میں ہوتا ہے اسے شوق اسی طرح کے بھاتے ہیں۔ اسی لیے خاص ماحول پیدا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے اللہ کے گھروں کی تعمیر کے لیے فرمایا گیا ہے۔ وہ گھر خالصتاً اللہ کی عبادت کے لیے ہونے چاہئے۔ مومنوں کو اپنی زندگی کے اوقات میں گھروں کی آبادی کے لیے وقت ضرور نکالنا چاہئے۔

اللہ چاہتا ہے کہ جو نور زمین اور آسمانوں میں ہے اور وہ نور جو انسان کے سینے میں اللہ نے رکھا ہے وہ مل کر اللہ کی توحید کو بیان کریں۔ تعلیمات اللہ کے حکم کے مطابق ہوں اور یہ سب خلوص سے کیا جائے۔

مزید اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ جن کی تجارت اور خرید و فروخت ان کی نماز میں کوئی فرق نہیں آنے دیتی وہ اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہتے، نہ نماز سے اور نہ زکوٰۃ سے۔ وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جب دل اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔ آج کل معاشرے میں ہمیں اپنے اردگرد ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو دنیا میں بہت زیادہ مشغول اور مصروف ہیں وہ زکوٰۃ کا اور نماز کا اہتمام نہیں کر پاتے۔ جیسے ہمارے ادارے، کالجز آفسز ہیں اس میں نماز کے لیے ایک مناسب ٹائم نہیں رکھا جاتا۔ ہم نے اپنے اداروں میں 8 سے 4 بجے تک کا ٹائم کر دیا لیکن اس دوران جو دو نمازیں ضائع ہو رہی ہیں اس کا کسی نے سوچا ہی نہیں۔ کھانے پینے کی بریک ضرور دے دیتے ہیں لیکن نماز کے لیے کوئی بریک نہیں۔ تو اللہ سے ڈرنے والے لوگ ان تمام دنیاوی کاموں کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنی نماز کو اہمیت دیتے ہوئے اس کو وقت مقررہ پر ادا کرتے ہیں۔ اللہ کے بندے اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو نبھاتے ہوئے۔ ایک اسلامی ملک میں رہتے ہوئے اور وہ بھی ایسا ملک جس میں مدینہ کی ریاست کا دعویٰ کیا جائے اسے ایسے مسائل سے دو چار نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ نے تمھارے لیے اپنے ذکر سے اپنے نور کو بلند کرنے اور پھیلانے کا حکم دیا ہے اور تم اس دنیا کے چکروں میں پھنس کر اس نور سے اندھیروں میں چلے گئے ہو۔

ہر راعی سے، ہر ذمہ دار شخص سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اللہ کے احکام کی پابندی کرنے سے کیوں روکا تھا۔ تم نے اس کو کیوں رائج نہیں کیا۔ ہر وہ رواج بنایا جا رہا ہے جس میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کی جاتی ہے۔ لباس ایسے رواج میں آ گئے ہیں جس میں نماز کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی مشکل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ وضو کرنے میں مشکل ہوتی ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہترین معاشرہ بنانے کا حکم دیا تھا جہاں پر اللہ کا ذکر بلند کیا جا رہا ہو۔ اگر تم نے کوئی عمل اللہ کے نور کی روشنی میں کیا ہوگا اور اس کے نور کو پھیلایا ہوگا تو روزِ قیامت اللہ اس کو اپنے فضل سے بہت بڑھا چڑھا کر اجر دے گا۔ ہم اللہ کے فضل کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ہم گن ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا اللہ کے لیے محنت کرو اس کو خوش کرو۔ جب انسان اللہ کی رضا میں راضی ہونا سیکھ لیتا ہے تو وہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں پا لیتا ہے۔

آیت 39 تا 40

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝﴾

"اور جو کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت ہو جسے پیاسا پانی سمجھتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ نے اس کا حساب پورا کر دیا، اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

یا جیسے گہرے دریا میں اندھیرے ہوں اس پر ایک لہر چڑھ آتی ہے اس پر ایک اور لہر ہے اس کے اوپر بادل ہے، اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہیں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے کچھ بھی دیکھ نہ سکے، اور جسے اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو اس کے لیے کہیں نور نہیں ہے۔"

جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشت بے آب میں سیراب کہ پیاسا اسے پانی سمجھے ہوئے تھا مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا، بلکہ وہاں اس نے اللہ کو موجود پایا جس میں اسکا پورا پورا حساب چکا دیا، اور اللہ کو حساب لینے میں دیر نہیں لگتی۔ یا پھر اس کی مثال ایسی ہے جیسی ایک گہرے سمندر میں اندھیرا، کہ اوپر ایک موج چھائی ہوئی ہے اس پر ایک اور موج اور اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے اوپر بادل تاریکی پہ تاریکی مسلط ہے، آدمی اپنا ہاتھ نکالے اس سے بھی نہ دیکھنے پائے۔ جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے پھر کوئی نور نہیں۔

ظلمات

وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی باتوں کا انکار کر دیا ان کی مثال ایسی ہے جیسے وہ اپنی ضرورت (پیاس) کے لیے پریشان ہو اسکوحل کرنا چاہتا ہے اور دور سے چمکتی ریت اسے دھوکہ دے کہ پانی ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے، کوشش کر کے آگے بڑھتا ہے، پیاس بجھانا چاہتا ہے مگر جب پاس جاتا ہے تو ریت ملتی ہے۔ مزید چمک اسے دھوکہ دیتی ہے وہ آگے پہنچنے کے لیے محنت کر ڈالتا ہے مگر آخر میں پیاسے کا پیاسا رہ جاتا ہے۔ امید اور لالچ بھی تھا، محنت بھی کی مگر ضرورت پوری نہ ہوئی۔ کفر کرنے والے اپنی دینا کی زندگی میں ثواب کی نیت سے کچھ کر بھی لیں تو آخرت میں خالی ہاتھ ہی رہیں گے اللہ ان کا جلد حساب لینے والا ہے۔ اللہ انسان کی نفسیات سے بہت اچھی طرح واقف ہے اس لیے اللہ نے جو بھی مثالیں بیان کی ہیں وہ عین اس کی نفسیات کے مطابق ہے۔ جب اللہ کہتا ہے کہ میں تمھارا جلد حساب لوں گا تو اس لیے کہ انسان فوری سوچتا ہے کہ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ابھی بڑی زندگی پڑی ہے۔ وہ غفلت میں رہتا ہے۔ اس کی مثال اللہ نے اس طرح دی ہے کہ ایسے اندھیرے جس میں موج کے اوپر موج جو اس اندھیرے کو ڈھانپ لے اور اوپر سے بادل بھی ڈھانپ لے کہ اس اندھیرے میں اس کو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ جہالت، گمراہی اور بے راہ روی کو اختیار کرنے والے مسلسل اندھیروں میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اگر رجوع الی اللہ نہ ہو تو گہری کھائی میں گرنے سے بچنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کے اندھے، عقل کے اندھے اندھیروں کا شکار ہونے والے بھلا ہدایت کا نور کیسے پا سکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ استغفار کر لے تو اس کے دل کو صاف وشفاف کر دیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ گناہ کرتا چلا جائے (توبہ استغفار نہ کرے) تو سیاہ دھبہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پورے دل پر چھا جاتا ہے، یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ترجمہ" بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں کا زنگ) بیٹھ گیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح 2/35، سورۃ المطففین)

طرز زندگی، شوق، خواہشات رغبتیں اور انداز ہی انسان کی شخصیت کا پتہ بتاتے ہیں۔اگر ذوق وشوق گمراہی کی راہ لے لے تو پھر سمجھ ہی نہیں آتی کہ اچھا کیا ہے برا کیا ہے۔اور انسان خود ساختہ کامیابی کی تلاش میں بھٹکتا رہ جاتا ہے۔اب اس آیت پر غور کرتے ہوئے سائنس دانوں نے تجزیہ کیا ہے جس میں یہ ثابت ہوا ہے کہ سمندر کے پانی میں ایک خاص فاصلے کے بعد کچھ مخصوص رنگ جذب ہونا ختم ہو جاتے ہیں اور پھر سمندر کی تہہ کی طرف بڑھتے ہوئے ایک مقام ایسا آتا ہے کہ بس اندھیرا ہی اندھیرا رہ جاتا ہے۔اللہ ہمیں اندھیروں میں بھٹکنے سے بچائے۔ اللہ ہمیں ہر فتنے سے بچائے۔ یا اللہ ہم تیرے کرم کے بغیر اور تیرے فضل کے بغیر ان فتنوں سے بچ نہیں سکتے۔اللہ تیرے پیارے نبی ﷺ نے جتنی فکر کے ساتھ جتنے بھی فتنوں کا ذکر کیا ہے اور ان سے بچنے کا فرمایا ہے ان میں سے کون سا ایسا ہے جو آج کے دور میں موجود نہ ہو۔؟ الزام تراشی تو ہر سطح پر ہے کسی کو ساتھ کھڑے دیکھ لیا، کسی کو کسی کے گھر سے نکلتے دیکھ لیا وغیرہ وغیرہ۔بغیر تحقیق کے ایک لمبا سلسلہ الزامات کا شروع ہو جاتا ہے اس لیے فرمایا رب تعالیٰ " ولا تقربوا الزنا" یہ راستے احتیاط سے طے کرنے ہیں اور خاص طور پر اللہ کے متعین قوانین کے تحت کرنے ہیں۔اے اللہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہی ہو سکتی ہے جو ہمیں ان سے بچا کر رکھ سکتا ہے۔اللہ ہمیں ان سے بچا کے رکھنا۔ ہماری اولادوں کو ان سے بچا کر رکھنا۔اللہ ان کی اولادوں کو اس سے بچا کر رکھنا۔اللہ قبر کے حساب کو آسان کرنا۔اللہ محشر کے حساب کو آسان کرنا۔اس کی سختیوں کو ہمارے اوپر آسان کر دینا۔ پُل صراط کو ہمارے لیے آسان کرنا۔" وما علینا الا البلاغ"

آیت 41 تا 50:

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَسْبِيحَهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ
خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ
مَّنْ يَّشَاۗءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَ
مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝﴾

’’کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرند جو پر پھیلائے اڑتے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں، ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح سمجھ رکھی ہے، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے پھر اسے ملاتا ہے پھر اسے تہہ بر تہہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس کے بیچ میں سے نکلتی ہے، اور آسمان سے جو ان میں اولوں کے پہاڑ ہیں ان میں سے اولے برساتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کو لے جائے۔ اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا ہے، بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لیے عبرت ہے۔ اور اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے، سو بعض ان میں سے اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور بعض ان میں سے چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔‘‘

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اڑ رہے ہیں؟ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے، پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں۔ اور وہ آسمان سے، سے ان پہاڑوں کی بدولت جو اس میں بلند ہیں اولے برساتا ہے، پھر جسے چاہتا ہے ان کا نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ان سے بچالیتا ہے۔ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ رات اور دن کا الٹ پھیر وہی کر رہا ہے۔ اس میں ایک سبق ہے آنکھوں والوں کے لیے اور اللہ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی سے پیدا کیا۔ کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر اور کوئی چار ٹانگوں پر جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مخلوق کی تسبیح

اللہ رب العزت اس آیت میں بیان کر رہے ہیں کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس زمین و آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے۔ وہ سب اللہ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ انسان کو لگتا ہوگا کہ پرندوں کو اللہ نے آزاد چھوڑ رکھا ہے یا جانور کسی رشتے ناطے سے آزاد ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ نے ان کی بھی حدود مقرر کر دی ہیں۔ ہر چرند پرند اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ اللہ نے ہر ایک کی حدیں رکھ دی ہوئی ہیں۔ ہر کوئی اپنے انداز میں تسبیح بیان کر رہا ہے۔ سب اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اسی کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلتے ہیں۔ صرف انسان کو ہی حدود نہیں دیں اللہ نے بلکہ حیوانات کے لیے بھی حدود مقرر کر دی ہیں۔ یہ سب باتیں انسان نہیں جان سکتا لیکن اللہ جانتا ہے۔ انسان کو اللہ نے اشرف المخلوق بنایا۔ اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ کی تسبیح سب سے بڑھ کر کرے۔

اللہ نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا اور اس کو اختیار دیا کہ وہ اچھے اور برے میں تمیز کرے لیکن اکثر اوقات انسان اپنے اختیار کا غلط استعمال کرتا نظر آیا ہے اللہ ہی کے لیے بادشاہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آسمانوں اور زمین کی لہٰذا حکم بھی اسی کا چلنا چاہیے۔ آج کل عدالتوں کے احترام پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ قانون کی پاسداری کی جائے لیکن اللہ کی بنائی ہوئی عدالت سے بے خوف ہوئے بیٹھے ہیں۔ اللہ کے قوانین کی کوئی پرواہ نہیں۔ وہ اللہ جو ہمارے ہر وقت کا حساب لکھ رہا ہے ہمارے کیس پورے کے پورے تیار کر رہا ہے۔ روزانہ ہمارے مقدمات درج ہوتے ہیں اور یہ اللہ کی توفیق ہے کہ وہ ہمیں موقعہ دیتا ہے تو ہم رات کو دن بھر کے مقدمات معاف کروا لیں۔ استغفار کریں۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اللہ کی نافرمانیاں دن رات ہر موقع پر ہو رہی ہیں۔ اس کے باوجود ہم اس کی عدالت سے بے خوف ہیں۔

انسان یہ بھول جاتا ہے کہ آخر اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اس کی طرف لوٹنے کا سفر بہت کٹھن اور مشکل ہے۔ خدارا اپنے لیے نیک اعمال لے کر جائیں۔ اپنے پیاروں کو نصیحت کر کے جائیں کہ قبر کی پہلی رات جو بہت مشکل ہے ان کی مغفرت کی دعائیں کریں۔ اس وقت مرنے والے کو اپنے پیاروں کی دعائیں کام آئیں گی۔ اپنی اولاد کو اس قابل کر کے جائیں کہ وہ پیچھے سے دعائیں کریں۔ انھیں اگر پتہ ہوگا کہ ہم نے دعا کرنی ہے تو ہی وہ کریں گے ورنہ کوئی نہیں کرے گا۔ اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں کیونکہ آخر اس کی طرف جانا ہے۔ اس سے چھٹکارا نہیں ہے۔ اپنے والدین اور اپنے پیاروں کی مغفرت کی دعا کریں اور یہ طریقہ جاری رکھیں ہر چیز کے لیے مادی سوچ نہ رکھیں کچھ کام جذبات اور احساسات کے بھی کرنے کے ہیں۔

حکم ربی کے تابع کائنات

اللہ آسمان سے پانی نازل کرتا ہے پھر اس سے جس کو چاہتا ہے فائدہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دور کر دیتا ہے۔ آسمان سے نازل ہونے سے مراد پانی بھی ہے۔ اللہ کی وحی بھی ہے۔ فرشتے بھی ہیں جو اللہ کی رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں یا اللہ کا عذاب لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اسی طرح رات اور دن کے بدلنے میں بھی اللہ کی نشانیاں ہیں جو شخص اللہ کا نافرمان ہوگا تو اللہ اس کی روشنیوں کو بھی اندھیروں میں بدل دے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے وہ دن کی روشنی پر رات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریکی پھیلاتا ہے۔ ساری چیزیں اللہ کی فرمانبردار ہیں۔ ساری بادشاہت ہے اللہ کے لیے۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اس کا حکم مانتی ہے۔ اس کے تابع ہے۔ اس لیے اے انسان تو بھی اس رب العزت کا حکم مان۔ بارش کے قطرے اللہ زمین پر بھیجتا ہے۔ وہ جب چاہے، جہاں چاہے اور جتنا چاہے نازل فرمائے۔ جس طرح اللہ نے مثال دی ہے کہ ہواؤں کو ہواؤں سے روکتا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر یہ صرف سائنس ہوتو پھر بادل جہاں بنیں وہیں برس جائیں۔ یہ سب اس ایک بادشاہ کی بادشاہت کہ انھیں حکم دیتا ہے کہ ہوائیں ان کو لیے پھرتی ہیں۔ یہ اللہ کا حکم ماننا ہے کیونکہ ساری بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ اے انسان تو بھی اسی رب کائنات کا حکم مان۔

اس کا حکم مانتے ہوئے سورہ نور کے احکامات اگر اس وقت رائج ہو جائیں تو امن ہی امن ہو جائے۔ جتنی بے چینی اس وقت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اللہ پہاڑوں پر نازل کرتا ہے برف۔ پھر اس سے فائدہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔ ایک اللہ آسمان سے پانی نازل کرتا ہے، اللہ آسمان سے وحی نازل کرتا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے۔ اللہ آسمان سے فرشتے نازل کرتا ہے جو اللہ کی رحمتیں لے کر آتے ہیں اور عذاب بھی لے کر اُترتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اگر وہ وحی نازل کرتا ہے تو اس میں ہمارے لیے بھی ہدایت کا حصہ بھی شامل کردے۔ اگر اللہ رحمتیں نازل کرتا ہے تو ہمیں بھی اپنی رحمتوں سے نواز دے۔ اللہ ہمیں ہدایت نصیب کر۔ اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل کر جنھیں تو فائدہ دیتا ہے۔ اللہ ہمیں اپنی رحمتوں سے دور نہ کرنا۔ ہمارے دلوں کو سخت نہ کرنا۔ اللہ ہمیں اپنے کرم سے محروم نہ رکھنا۔ آمین۔

اللہ اس طرح سے انھیں اپنے سے دور کرتا ہے کہ انھیں لگتا ہے کہ ان پر بجلی آگرے گی اور ان کی آنکھیں اُچک لے گی۔ ان کی بینائی ختم کردے گی اور بینائی ختم کردینے کا مطلب ہے کہ انسان ہدایت کو پہچان نہیں سکتا۔ کالی اندھیری راہ میں چلا جاتا ہے۔ جہاں اندھیرے ہی اندھیرے ہیں۔ جب اللہ بصیرت لے لیتا ہے تو بصارت کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب تک بصیرت ہی نہ ہو جس سے تم اچھے بُرے میں تمیز کرسکو تو بصارت بے فائدہ ہے۔ اللہ ہمیں بصیرت عطا کرے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بصارت سے اپنی نشانیاں دکھائے۔ آمین

اسی طرح رات اور دن کے بدلنے میں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ہم اس کو بھی نارمل انداز میں لیتے ہیں۔ ہمیں اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ کس طرح ہماری زندگی کے دن کم ہو رہے ہیں۔ تو دن اور رات کا بدلنا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ اللہ نے اپنی نشانیوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ بعض دفعہ ہدایت کی روشنی شیطان کے پیچھے لگ کر اللہ کا نافرمان بننے سے اندھیرے میں بدل جاتی ہے۔ یہ مثال اللہ نے اس لیے دی ہے کہ جو اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل نہیں کرے گا اس کی روشنیاں آہستہ آہستہ اندھیرے میں بدل جاتی ہیں۔ اس میں عبرت ہے بصیرت والوں کے لیے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔ اس میں سے کچھ پیٹ کے بل چلتے ہیں کچھ دو پیروں پر اور ان میں سے کچھ چار پیروں پر چلتے ہیں۔ یہ سب کے سب اس کے قوانین کے پابند ہیں جس کو جو طریقہ بتایا اس نے وہی اپنایا۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں اے انسان تو کیوں میرے طریقے سے منہ پھیر لیتا ہے تو کیوں نہیں بات مانتا۔ اللہ انسان کو خوشحالی دیتا ہے تو وہ اللہ ہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس اللہ سے جو اس کا رب ہے، پیدا کرنے والا ہے، اسے زندگی دیتا ہے زندگی کے تمام سامان اور زندگی گزارنے کا طریقہ بھی سکھاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ میں نے مختلف قسم کی چیزیں پیدا کیں جس طرح میں نے چاہا۔ کیونکہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

آیت 46 تا 50:

﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾

"البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں، اور اللہ جسے چاہے سیدھے راستہ پر چلاتا ہے۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے پھر ایک گروہ ان میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے اس کے بعد پھر جاتا ہے، اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ ان میں فیصلہ کرے تب ہی ایک گروہ والے ان میں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کرے گا، بلکہ وہی ظالم ہیں۔"

ہم نے صاف صاف حقیقت بتانے والی آیات نازل کر دی ہیں، آگے صراط مستقیم کی طرف فرمان باری تعالی ہے ہم نے بڑی واضح آیات نازل کی ہیں۔ جن کو سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں۔ تم نہ سمجھنا چاہو تو علیحدہ بات ہے۔ تم آنکھیں چرالو تو تمھاری غلطی ہے۔ اپنے نفس کو آگے لے آؤ یا شیطان کے پیچھے لگ جاؤ تو اور چیز ہے۔ ورنہ اللہ نے کوئی چیز مبہم نہیں رکھی اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے سیدھے راستے کی طرف۔ اللہ ہمیں بھی سیدھے راستے کی طرف لے کر جا۔ آمین

اور وہ جو لوگ جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر اور ہم نے اطاعت کی۔ اور پھر، پھر جاتے ہیں ان میں سے بعض ایسا اقرار کرنے کے بعد۔ جو بھی قرآن پڑھے گا اس آیت کو پڑھے گا وہ کہے گا کہ وہ ایمان لایا اس پر لیکن بعد میں جب عملی طور پر اس کا ثبوت پیش کرنا ہوتا ہے تو اس میں کمزور پڑ جاتے ہیں۔ سورۃ نور کو اللہ نے فرض کر کے نازل کیا۔ شروع کی آیات میں اللہ نے بتا دیا جو بھی اس سورۃ کو پڑھے گا اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے حکم کو مانے اور اس پر عمل کرے۔ لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو ایک ذرا سا حکم بھی نہیں مانتے۔ اللہ کا ایک چھوٹا سا حکم کہ "نظر نیچی رکھو" اس پر عمل نہ کر سکے۔ ایک حکم ہم پر بھاری ہو گیا۔ ایک اپنے حرمت والے رشتوں اور نامحرم رشتوں میں فرق رکھنا مشکل ہو گیا۔ اور کہا ہم نے یہ تھا کہ اے اللہ ہم تیری اطاعت کریں گے اور تیرے رسول ﷺ کی بھی اطاعت کریں گے۔ اور جب کرنا پڑا تو ایک فریق ان میں سے پھر گیا۔ اس وعدے کے بعد جو وہ اللہ سے کر کے آئے تھے یعنی "وعدۂ الست"۔ اور اس کے بعد جو "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ کر اللہ سے وعدہ کیا اس سے پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے۔"سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" کہا اور اس پر عمل نہ کیا۔سب سے پہلا وعدہ "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کہہ کر اس سے انکاری ہو گئے اور رب بنا لیے ہم نے اور بہت سے۔جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم سے کہا تھا۔

حدیث میں ہے

عن عدي بن حاتم قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم وفي عنقي صليب من ذهب، فقال: " يا عدي اطرح هذا الوثن من عنقك، فطرحته فانتهيت إليه وهو يقرأ سورة براءة فقرأ هذه الآية ﴿اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله﴾ [التوبة: 31] حتى فرغ منها، فقلت: إنا لسنا نعبدهم، فقال: "أليس يحرمون ما أحل الله فتحرمونه، ويحلون ما حرم الله فتستحلونه؟" قلت: بلى، قال: "فتلك عبادتهم"

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی، آپ نے فرمایا: "عدی! اس بت کو اپنی گردن سے نکال کر پھینک دو، میں نے آپ کے حکم کی پیروی میں صلیب کو اتار پھینکا، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس وقت آپ سورہ براۃ کی آیت: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ پڑھ رہے تھے۔(جس کا ترجمہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویش لوگوں کو رب بنا لیا تھا)۔

www.kitabosunnat.com

جب آپ پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا کہ: "ہم لوگ ان کی عبادت تو نہ کرتے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایسا نہیں تھا کہ جب یہود و نصاریٰ کے علماء و درویش کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تھے تو تم لوگ اسے حلال مان لیتے تھے، اور جب وہ کسی چیز کو حرام ٹھہرا دیتے تو تم لوگ اسے حرام جان لیتے تھے؟ میں نے عرض کیا بالکل اسی طرح کی صورت حال تھی، تو آپ نے فرمایا: یہی تو ان کی عبادت تھی۔(المعجم الکبیر طبرانی 218)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ بیٹھے ہیں

آیت پڑھتے ہیں۔ تلاوت ہوئی اس میں آیت پڑھی گئی کہ انھوں نے اپنے علماء کو اپنا رب بنا لیا۔ اس پر عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی ﷺ ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن ہم نے اپنے علماء کو تو اپنا رب نہیں بنایا تھا۔ رب تو ہمارا رب ہی تھا۔ وہ ہمارے علماء ہی رہتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کو وہ حلال کہتے تھے وہ حلال مانتے تھے اور جس کو حرام کہتے تھے اس کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کی بات مانتے تھے اپنی کتاب کو چھوڑتے تھے تو انھوں نے کہا ہاں یہ غلطی تو ہم کرتے تھے۔ تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا یہی ان کو رب بنانا ہے۔

اب ہم کس رب کو رب بناتے ہیں علماء کو تو ہم نے بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے اپنے نفس، اپنی خواہشات، اپنی پسند ناپسند کو رب مانتے ہیں۔ اس کے مطابق چلتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ تم نے کلمہ پڑھ کر اطاعت چھوڑ دی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی۔

آیت 51 تا 53:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

''مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا، اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو سب کچھ چھوڑ کر نکل جائیں، کہہ دو قسمیں نہ کھاؤ، دستور کے موافق فرمانبرداری چاہیے، بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پھر جب ایک فریق کو بلایا جاتا ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ پھر اس سے اعراض کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم خود نہیں چاہتے کہ سچا فیصلہ ہمارے سامنے آئے۔ اس وقت اس سے اعراض کر جاتے ہیں کہ رہنے دو۔ مسلمان ہوتے ہوئے ہم عمل نہیں کرتے۔ اللہ کہتا ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں میں مرض ہے۔ ان میں منافقت ہے۔ کیا وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا وہ خوف کھاتے ہیں کہ اگر ہم اللہ کے حکم کے مطابق چلیں گے تو دنیا میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جس کامیابی کی راہ میں اللہ کی فرمانبرداری کو رکاوٹ سمجھتے ہیں یہ دراصل نقصان کا سودہ ہے اور جس کو نقصان سمجھتے ہیں وہی کامیابی ہے۔ اللہ ڈرنے اور اسکی نافرمانی سے بچنے میں ہی کامیابی ہے۔ یہ خاص ذہن ہوتا ہے منافقین کا کہ ظاہری ایمان بھی رہے اور اپنی مرضی کی زندگی بھی چلتی رہے۔ دین آسان ہے کا نعرہ لگاتے ہیں اور اپنا مطلب نکالتے ہیں۔ ایسا ذہن ایک خاص ماحول میں بنتا ہے جہاں مادہ پرستی اور صرف دنیا ہی کی پر چار ہو رہی ہو وہ دینکے حصار کو اپنے لیے سختی اور پھندہ سمجھتے ہیں۔ فائدے اور بھلائی کی امید اللہ سے رکھتے ہیں مشکل میں اللہ کو پکارتے ہیں سب دعائیں اللہ تعالیٰ سنتا ہے ہر مشکل کو حل کرتا ہے تو پھر یہ کیسے سوچ لیتے ہیں کہ اللہ کے فیصلے یا رسولؐ فیصلے ان کے لیے یا ان کے مفادات کے لیے یا ان کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ یہ کیسے خیال کرتے ہیں کہ اللہ ان پر ظلم کر رہا ہے (نعوذ باللہ) کسی بھی قانون سازی میں اور راہ نمائی میں۔ اصل میں انکی خواہشات کے مطابق فیصلے ہی انکو درست معلوم پڑتے ہیں کم عقلی سے اپنے لیے فیصلے کرنا دراصل خود اپنے آپ پر ان کا ظلم ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ تھا مسلم ہونے کا حق ادا کرتے فرمان باری تعالیٰ اور حکم رسول سن کر صرف ''سمعنا واطعنا'' ہی کہتے دل میں نافرمانی کا احساس تک نہ ہوتا حالانکہ حقیقت میں یہی لوگ ظالم ہیں۔ انھیں نہیں پتہ کہ وہ اپنے اوپر خود ظلم کر رہے ہیں۔ اللہ کی بات نہ مان کر اور اپنے اعمال کو درست نہ کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آیت 54 تا 57:

﴿قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝﴾

''کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، پھر اگر منہ پھیرو گے تو پیغمبر پر تو وہی ہے جس کا وہ ذمہ دار ہے اور تم پر وہ ہے جو تمہارے ذمہ لازم کیا گیا ہے، اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے، اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی، اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ کافروں کی نسبت یہ خیال نہ کر کہ ملک میں عاجز کر دیں گے، اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

اللہ رب العزت کی ہم نے پچھلے رکوع میں قدرت دیکھی۔ صفات دیکھی اور دیکھا کہ رب العزت کس طرح سے جاندروں کو پیدا کرنے، ان کو حکم دینے، بے جان بادل اور بارش کو حکم دینے میں قدرت رکھتا ہے اور وہ کیسے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔؟ اور انسان کیسے اطاعت کرتا ہے۔؟ جب ان کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ فیصلہ کریں ان کے درمیان۔ ان میں سے ایک گروہ منہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

پھیر لیتا ہے اعراض کرتا ہے۔ انسانوں میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان لانے والے لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے فرمانبرداری کی۔ ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔ یہاں پر اللہ نے انسان سے مطالبہ کیا ہے کہ اے وہ مخلوق جس کو اللہ نے بہترین مخلوق بنایا ہے۔ جس کو میں نے دنیا کی خلافت عطا کی۔ جسے میں نے عقل دی جس کو میں نے مسلم دیا اور اے وہ مخلوق جس کے لیے اللہ نے جنت تیار کر رکھی ہے اگر تم اس کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ جو اللہ سے ڈرتے رہے، بچتا رہے وہی لوگ کامیاب ہیں۔

"سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" کون کہتا ہے؟ یہ صرف وہی کہہ سکتا ہے جو واقعی ایمان رکھتا ہے کہ اللہ خالق ہے اور اسی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اس کے آگے جواب دہ ہونا ہے اللہ سے بچ بچ کر زندگی گزارتا ہے۔ ہر انسان کو زندگی گزارنے اور زندگی بسر کرنے کے لیے برابر کی سہولیات ملتی ہیں۔ ہر انسان دل رکھتا ہے سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ آخر انھی میں سے کچھ لوگ اللہ سے ڈرنے والے اور کچھ اپنی مرضی کرنے والے کیوں ہوتے ہیں جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں وہی کامیابی سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے کامیابی والے لوگوں کو ہمارے سامنے رکھا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوں۔ اور ڈر کے ساتھ اطاعت کرتے ہوں۔ ایک وہ اطاعت ہوتی ہے جو روٹین میں یا عادتاً کی جاتی ہے ایک وہ اطاعت ہوتی ہے جو خدا خوفی کے تحت کی جاتی ہے۔ کچھ لوگ اپنی بچیوں کو پردہ کرواتے ہیں کہ ان کے رواج اور کلچر کا حصہ ہے۔ یعنی اگر پردہ نہ کیا تو بڑے بزرگ یا باپ کیا کہیں گے وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اور ایک وہ جو اللہ کے ڈر سے پردہ کرتی ہیں۔ اللہ کا حکم سمجھ کر کہ ایک دن ہماری اس کے لیے پوچھ ہونی ہے۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے کوئی کام کرے گا وہ ترقی اور کامیابی پر قائم رہے گا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جب دل سے اُٹھے تو کرو۔ وہ دل سے کیا اُٹھتا ہے؟ وہ اللہ رب العزت کا خوف اُٹھتا ہے۔ وہ اس کے ہر وقت دیکھنے کا خوف ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعمال کے لکھے جانے کا خوف ہوتا ہے وہ لوگ پکی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ اگر ہمیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو ہم ضرور نکلیں گے۔ جہاد کے معنی ہے "کوشش کرنا" اب جو بھی اللہ کی اطاعت کے لیے کوشش کرے گا وہ اس میں شامل ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ تمھاری اطاعت کو اللہ نے پہچان لیا ہے اس لیے تم قسمیں نہ کھاؤ۔ جب بھی دنیاوی مفاد کے مقابلے میں آزمائے گئے ہو تم نے ثابت کیا ہے کہ تم صرف اپنی دنیا کے لیے ہی جیتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول سے تمہیں کوئی رغبت نہیں۔ منافق جھوٹی اور پکی قسمیں کھاتے ہیں ان سب امور کے لیے جو وہ جانتے ہیں کہ وہ کرنے والے نہیں ہیں بس ان کا مقصد دوسروں کو دھوکہ دینا ہے یہی عادت انکو دنیا میں بھی رسوا کرے گی اور آخرت میں بھی رسوا کن عذاب ہوگا۔ ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

جولوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان سے ہی اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ زمین کا اقتدار انھی عطا کرے گا یہ ایک حقیقت ہے کہ جو اگر انسان کے دل میں بیٹھ جائے تو اسکی تمام کوششیں اور سرگرمیاں اللہ کی طرف ہو جاتی ہیں اسکا مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے اور کسی معاملے میں بھی اپنی خواہشات کی اطاعت نہیں کرتا۔ ایسے انسان کے خیالات دلچسپیاں معاملات حتی کہ اسکے دل کی دھڑکن بھی ایمان میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے پھر اللہ اسے خلیفہ بناتا ہے تو وہ دنیا میں فساد نہیں پھیلاتا بلکہ دنیا کی اصلاح کرتا ہے اور انصاف اور عدل کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ظلم کو ختم کرنے اور انسانیت کو مقام دینے کے لیے اسلامی نظام قائم کرتا ہے۔ اللہ انعام میں انھیں امن کی زندگی دیتا ہے اور دشمنوں سے خوف نہیں رہتا۔ جان لیا گیا ہے کہ تم کتنے فرمانبردار ہو۔ اس لیے کہ اللہ تمھارے سب اعمال کی خبر رکھتا اللہ نے تمھیں جانچ لیا ہے کہ تم اللہ کے حکم کو کتنا مان رہے ہو۔ اللہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے تمھیں دیکھ لیا کہ تمھارا ایمان کتنا ہے۔ تم کتنے ثابت قدم رہتے ہو۔ تمھاری اطاعت پہچانی گئی ہے۔ جب ہم غیبت کی آیات پڑھتے ہیں تو ہم سوچتے ہیں کہ ہم غیبت نہیں کریں گے مگر جب ہم آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو پھر سے کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اس بارے میں سخت آیات ہیں کہ "مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

”مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ“

”جو شخص مجھے دو جبڑوں کے درمیان چیز (زبان) اور ٹانگوں کے درمیان چیز (شرمگاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت دے، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ (صحیح البخاری: 6474)

کون ہے جو اپنی زبان کو روکے گا وہ وہی ہوگا جو اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے بتائے ہوئے احکامات کو پڑھتے رہیں۔ مہینے میں کم از کم ایک بار ضرور سورۃ النور پڑھ لینی چاہیے تاکہ اس کے تمام احکامات ذہن نشین ہوتے رہیں۔ ہمارے ذہن میں ہوں گے تو تب اس پر عمل کر سکیں گے۔ اللہ نے واضح کر دیا کہ اگر تم نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرو گے تو سیدھا راستہ پالو گے۔ اسی سے تم کامیابی حاصل کر سکتے ہو۔

اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ اللہ کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے۔ انھی سے اللہ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر بے حد زور دیا ہے اس لیے کہ اگر اللہ کا فرمان، اللہ تعالیٰ کے احکامات، اسکے قوانین ہم تک پہنچنے کا ذریعہ ہی رسول ہوتے ہیں اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان احکامات کو عملی شکل دینے کے لیے بھی رسول ہی ذریعہ ہوتے ہیں۔ رسول سے منہ موڑنے والے دراصل اللہ کی فرمانبرداری کرنا نہیں چاہتے اور پھر جو اپنی عقل اور اپنی صوابدید سے وہ جو عمل کرتے ہیں زیادہ امکان ہے کہ شیطان کا سجھایا ہوا راستہ ہو۔ شیطان تو ہے ہی غلط راستے اور اندھیرے کی طرف لے جانے والا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا حساب دے گا کیونکہ رسول کی ذمہ داری تو پیغام کو پہنچانا ہے۔ اپنے راستے کا تعین خود کرنا ہے۔ اتباعِ رسول میں عمل کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ایمان والوں سے کہ وہ انکو زمین پر خلیفہ بنائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات دنیا میں نافذ کریں گے اور نافذ کرنے میں مدد بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایسے سچے ایمان والوں کے لیے دین ان پر واضح کریں گے اور وہ اس پروڈکٹ کو عمل کرنا پسند کریں گے۔ انکو وہی پسند ہوگا جو اللہ نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اللہ انکو عمل کی توفیق دے گا، آسانی کرے گا اور اس پر عمل کرنے سے انکا سینہ نہیں گھٹے گا۔ گمراہی کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

راستے پر چلنے سے بچیں گے۔انسان اپنے لیے خوشی کا جو راستہ چنتا ہے اس میں خوشی تلاش کرتا ہے،اس میں بےچینی ہی ملتی ہے۔ترقی یافتہ ممالک،آزاد معاشرے،بظاہر خوشحال اور خوش نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہیں سکون سے خالی ہیں۔خوشی چاہتے ہیں مگر پریشانیوں کے ڈیرے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عطا ہے کہ اسنے ایک بہترین دین ہم مسلمانوں کے لیے پسند کیا ہے اور ہمیں مسلمان پیدا کیا ہے۔اسکے احکامات ہماری زندگی سنوارنے کے لیے ہیں۔عمل کرنے والے دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں گے۔دنیا میں حکومت کریں گے،رتبے اور اعلیٰ عہدے انکا مقدر ہونگے۔؟۔؟

اللہ تعالیٰ نے ایمان پر استقامت اختیار کرنے والوں کے لیے دنیا وسیع کر دی،حکومت چارسو پھیلا دی۔اور آغاز اسلام میں جو کفار اور مشرکوں کا خوف ان پر طاری رہتا تھا وہ اپنے وعدے کے مطابق ختم کر دیا۔امن سکون اور اعتماد والی زندگی عطا فرمائی۔یہ سب اس وقت تک رہا جب تک اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق وہ اسکی بندگی کرتے رہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔خود فرماں بردار ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے رہے۔دین کی راہ میں حائل ہونے والوں سے جہاد بھی کرتے رہے۔نافرمانوں اور کفر کرنے والے کو اللہ فاسق کہتا ہے وہ اپنے گناہوں کے خود ذمہ دار ہیں۔

مومن کا کام اور ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے فرائض کو ادا کرے۔خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا لیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

اب ذرا سوچنا چاہیے سب کو اپنے اپنے طور پر کہ ہماری رغبت،ہماری خوشی کن کاموں میں ہے۔اپنی مرضی سے زندگی گزار رہے ہیں،اللہ کا کرم اور اسکی نوازشات ہو رہی ہیں،تو کیا اسکا مطلب ہے کہ ہم ٹھیک راہ پر گامزن ہیں؟یعنی اللہ کی نافرمانی سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟ (نعوذ باللہ) کیا اللہ سزائیں سنانے کے بعد پھر گناہ پر پکڑ نہیں کرتا اور مہربانی فرماتا ہے؟ کیا سوچتے ہیں کہ اللہ کے قوانین کو بے بس کر دیا ہے؟ ہماری مرضی چلے گی اللہ کی نہیں؟ ہماری خواہشات کی اہمیت ہے فرمان الٰہی کی نہیں؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہرگز نہیں ہے۔ وہ تمہیں ڈھیل دے رہا ہے۔ کوئی اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا۔

آیت نمبر 58 تا 59:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ﴾

''اے ایمان والو! تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تم سے ان تین وقتوں میں اجازت لے کر آیا کریں، صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تین وقت تمہارے پردوں کے ہیں، ان کے بعد تم پر اور نہ ان پر کوئی الزام ہے، تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے ہو، اسی طرح اللہ تمہارے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے، اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اور جب تمہارے لڑکے بلوغ کو پہنچ جائیں انہیں بھی اجازت لے کر آنا چاہیے جس طرح کہ ان سے پہلے لوگ اجازت لے کر آتے ہیں، اللہ اس طرح تمہارے لیے کھول کر احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

سورہ نور کے احکامات مومنین کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے ہی ان احکامات کو مانیں گے بھی اور ان پر عمل انکی طبیعت پر گراں بھی نہیں ہوگا۔

آغاز سورۃ سے اس بات کی وضاحت کر دی گئی تھی کہ یہ سفارشات نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ احکامات ہیں۔ آیت نمبر 58 میں جن احکامات کو ہم سننے والے ہیں وہ بظاہر زندگی کے معمولات میں خاص اہم نہیں سمجھے جاتے اور کبھی یہ بھی خیال نہ کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے بارے میں زوردار احکامات جاری کیے ہیں زندگی کی کامیابی اور پرسکون زندگی کے لیے بڑے بڑے لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مہذب اور شائستہ زندگی کے طریقے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ زندگی میں سکون پھر بھی ناپید۔ اعلیٰ ترین ہستی سب سے بڑا حاکم اللہ تعالیٰ ہمیں وہ راستے سکھاتا ہے جنکی واقعی ہمیں ضرورت ہے۔ دن رات کے مسائل ہیں چھوٹی سی بات بھی اگر تکلیف دہ ہے یا ذہنی پریشانی کا باعث ہوتو اس حکیم کی کتاب کے پڑھنے سے دور ہو جاتی ھے۔

قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات ہے۔ گھروں میں تمہیں پرائیویسی چاہے، آرام چاہے، سکون چاہے تو کچھ اوقات خاص کر دیے گئے ان میں تمہارے آرام کو خاں کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

ایمان والو! معاشرے کو صاف پاک کرنے کے بعد گھر کا ماحول بھی ایسا پاک رکھو کہ برائی یا بے حیائی کے لیے رغبت پیدا ہونے کے امکان نہ رہیں۔ بچے ابھی سن بلوغت تک نہیں پہنچے انھیں ماں باپ اور دوسرے بڑوں کا طرز زندگی کا اندازہ نہیں ہے وہ تین خاص اوقات میں جن میں تم بے تکلف ہوتے ہو، پوچھ کر، اجازت لیکر تمہارے پاس آئیں۔ تمہارے غلام اور لونڈیاں بھی ان تین اوقات یعنی صبح کے آغاز سے پہلے، دوپہر کے آرام کے وقت اور عشاء کے بعد اجازت لیں۔

معاشرے میں بے حیائی روکنے کے لیے آپ نے نظریں نیچی رکھنی ہیں۔ خواتین خاص طور پر اپنی زیبائش کی نمائش نہیں کریں تو گھر میں بھی بچوں اور غلاموں کو ایسے مواقع نہ دو کہ وہ ان امور سے واقف ہو جائیں جو ابھی وہ جانتے نہیں ہیں۔ اللہ رب العزت نے گھروں میں تین اوقات کے لیے محدود ماحول اور محدود لوگوں کے لیے اس احتیاط کو اختیار کرنے کا کہا ہے۔ آج کے جدید دور ے جاہلیت میں ہر شخص، ہر بچہ ہاتھ میں ایک جادوئی آلہ رکھتا ہے۔ جسے جب چاہے اپنی مرضی سے جو حکم دے وہ اسے دکھائے اگر خود نہیں چاہتا تو وہ خود بخود دکھا دیتا ہے

پھر انسان گمراہی کی راہوں پر گامزن ہو جاتا ہے اور اس دلدل میں پھنس جاتا ہے جس سے نکلا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایسا معاشرہ بے حیائی سے بچنے کی کوشش کرے گا؟ کیا سکون ہوگا بڑوں کی زندگی میں؟ بچوں کی زندگی میں فرسٹریش (frustration) ہے ہر طرف بے چینی، ذہنی انتشار،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روحانی بے چینی اور مذہب کے قوانین سے دوری اختیار کرنے کا رجحان ہے

اور پھر بلوغت کے بعد اجازت لیں گے جیسے دوسرے اجازت لیتے ہیں۔یعنی کسی بالغ کو چاہے وہ آپ کی اپنی اولاد ہو کسی بھی وقت بلا اجازت بیڈروم میں نہیں آنا چاہیے۔اللہ کی اس کتاب میں سمجھنے کے لیے ایک ایک بات کی رہنمائی موجود ہے۔رب العزت جہاں اپنی روصفات ذکر فرماتے ہیں "علیم و حکیم" کی،تو کوئی شک نہیں رہتا کہ یہ ہی بہترین طریقہ ہے جس کو اختیار کیا جانا چاہیے گزرے ہوئے دور میں بھی موجودہ دور میں بھی اور آنے والے دور میں بھی۔

آیت نمبر 60:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝﴾

''اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جو نکاح کی رغبت نہیں رکھتیں ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں،اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لیے بہتر ہے،اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

انسانی زندگی مسلسل تغیر کا نام ہے۔عمر کے مختلف ادوار میں ضروریات،احساسات،جزبات اور رجحانات بدلتے رہتے ہیں۔کچھ باتوں کی اہمیت بچپن میں ہوتی جیسے پڑھائی اور رزلٹ وغیرہ اور پھر کچھ باتوں باتوں کی اہمیت اسکے بعد جوانی میں ہوتی ہے جس میں ذریعہ معاش،کاروبار، شادی بیاہ کے معاملے،گھر کی نگہبانی،اولاد کی پرورش وغیرہ ان سب کے ساتھ ساتھ انسان کے جذبات اور شہوات اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔شیطان کا زور بھی جوانوں کو بہکانے پر زیادہ رہتا ہے۔جوں جوں عمر ڈھلتی ہے جزبات پر قابو آنے لگتا ہے،ہواس خواہشات پر حاوی ہوجاتے ہیں ،،اور پھر بڑھاپے میں جزبات کافی حد تک کم ہوجاتے ہیں،دلچسپیاں بدل جاتی ھیں۔مسائل اور کمزوری انسان کی سوچ کا دھارا ہی بدل دیتے ہیں۔اگر چہ وہ سب جو پہلے تھا ختم نہیں ہوتا مگر کم ہوجاتا ہے ایسے میں رب العزت نے جو سخت پابندیاں تھیں انھیں کسی حد تک کم کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختیار دیا ہے، اور ساتھ ہی کچھ شرائط بھی رکھیں ہیں۔

وہ عورتیں جن کو سختی سے اوڑھنیاں پہننے کا حکم دیا تھا جب عمر کے اس حصے میں آئیں کہ نکاح کی ضرورت نہ رہے خود کو سنوارنے کا دل نہیں ہو۔تو بغیر بناؤ سنگھار کے وہ پردہ کم کر سکتی ہیں تاہم اللہ تعالیٰ کو پسند یہ ہی کہ خود کو اسی طرح حیادار طریقے سے ڈھانپے رکھیں۔

انسان کی نفسیات ہے اور خاص طور پر عورت کی کیوں کہ بچپن سے اسے بننے سنورنے کا شوق ہوتا ہے کہ خوبصورت نظر آئے اور اسی نفسیات کو شیطان مرد کی غلط نگاہ سے مطمئن کرتا ہے۔ جب تک یہ شوق باقی ہے خود کو ڈھانپے رکھیں کہ غیر محرم کی غلط نگاہ سے بچے۔ آپ باہر اپنے اردگرد دیکھیں ہماری بزرگ خواتین کا معاملہ کا واقعی ایسا ہے، کہ اپنے کپڑے کم کر دیں۔ جوانی کا دور سادگی میں گزارا اب پچھتاوا نہیں جاتا کہ آپ ہم نے یہ سب کچھ کیوں نہیں کیا جو آج لڑکیاں کر رہی ہیں۔ معزرت کے ساتھ، اپنی عمر، رتبے رشتوں کو بھول کر وہی انداز لباس اور بات کرنے کا انداز اپنا لیا ہے۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گی کہ نواسی، بیٹی اور ماں ایک انداز اپنائے ہوئے ہیں اتراہٹ کا عالم بھی قابل غور ہے۔ چال ڈھال کسی طور بھی اس چیز کا جواز نہیں دیتے کہ وہ خود کو ان ساری پابندیوں سے آزاد کر لیں جو اللہ نے عورت پر لگائی تھیں۔ جس حفاظت کی انکو جوانی میں ضرورت تھی آج بھی اسی حفاظت کے لیے خود کو پردہ جیسی پہچان کا لباس پہنا کر رہیں۔ اپنے آپ کو خود ساختہ آزاد کرنے والے یہ جان لیں کہ اللہ رب العزت سننے والا اور جاننے والا ہے۔ تمہارے دل کی آواز کو دماغ کی آواز کو سن رہا ہے تمہاری خواہشات کو چاہتوں کو جانتا ہے

آیت 61:

﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾

''اندھے پر اور لنگڑے پر اور بیمار پر اور خود تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ، پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو اپنے لوگوں سے سلام کیا کرو جو اللہ کی طرف سے مبارک اور عمدہ دعا ہے، اسی طرح اللہ تمہارے لیے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

یہ آیت ایک اصول یا ایک قانون کو واضح کرتی ہے۔ ایک بڑی فطری ترتیب ہے رشتوں کی جن کے گھروں سے تم بلا اجازت کھا سکتے ہو۔ آغاز میں بیٹوں، خاوند اور بیوی کے گھروں کا ذکر نہیں ہے ان کو اپنے ہی گھر میں شامل کیا ہے۔ یہ گھر اپنے گھر ہوتے ہیں۔ بعض ناخلف اولاد اپنے والدین سے اس طرح سلوک کرتی ہے کہ جیسے وہ انکا کھا رہے ہیں اور انکی کمائی صرف انکے اپنے بچوں کے لیے ہے۔ حالانکہ اللہ نے والدین سے احسان کرنے کا کہا ہے۔ اور آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے''۔ اس کے بعد آباؤ اجداد کا ذکر ہے۔ ماں اور نانی کے گھروں کا ذکر ہے۔ پھر بھائیوں کے گھر کا ذکر ہے۔ اس کے بعد چچاؤں کے گھر، پھوپھیوں کے گھر کا ذکر ہے۔ پھر خلاؤں کے گھر کا ذکر ہے۔ پھر اس شخص کا ذکر ہے جو اموال پر خاندان اور نگران ہے۔ وہ دوست کے گھر بھی جو آپ کے خیر خواہ ہیں، نقصان نہ پہنچائے۔ ان کے گھروں سے کھانا جائز ہے اور ساتھ اگر فقراء ہوں، اندھوں، لنگڑوں اور مریضوں کو بھی کھانا کھلا سکتے ہیں۔ کھانا بھی اس طرح کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا ہے رشتوں کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے کہ ان پاس جب جاؤ تو سلام کہو، اپنے نفسوں کو سلام کہنے کا مطلب ہے کہ اپنے قریبی رشتے داروں کو سلامتی کا پیغام دو۔ سلام ایک روحانی اور

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

جزباتی پیغام ہے اللہ کی طرف سے اس میں ایک جادوئی اثر ہے دونوں کے درمیان سلام کی وجہ سے ایک مضبوط رشتہ بنتا ہے۔خونی رشتے کے علاوہ ایک دینی رشتہ بھی بنتا ھے جو سب سے مضبوط رشتہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس لیے یہ سب بیان کرتا ہے کہ تم اس کو زندگی میں اختیار کر کے یہ سمجھ سکو کہ اللہ کے نظام میں کتنی حکمت ہے اور یہ کتنا مکمل ضابطہ حیات ہے

آیت نمبر 62:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ١ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ١ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝۶۲﴾

''مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں اور جب وہ اس کے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں ہوتے ہیں تو چلے نہیں جاتے جب تک اس سے اجازت نہ لیں، جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں، پھر جب تجھ سے اپنے کسی کام کے لیے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسے تو چاہے اجازت دے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش کی دعا کر، اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔''

سورۃ کے آغاز کے الفاظ اور پھر یکے بعد دیگرے آنے والے سخت احکامات کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ایک خاصا سخت ماحول بن جاتا ہے۔مگر دل نے اسکو قبول کرنا ہے اور زندگی میں رائج بھی کرنا ہے۔اسی ماحول، معاشرے اور انھیں خاندان والوں میں رہتے ہوئے۔ان سب سے صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ان سب سے بے خوف کر سکتا ہے۔سرف ایک رسول کی اطاعت کا جذبہ عزم پیدا کرتا ہے۔اللہ رب العزت نے اپنے اس کلام میں متعدد بار اس بات کو مختلف پیرائے میں بیان کیا ہے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان مضبوط ہو اس کی اطاعت میں ہی زندگی گزرے مومن تو ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حق جانے۔ اسکا حکم مانتے ہوئے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی اسکی اطاعت قبول کرے۔ اسی اطاعت کا اظہار کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ کام اجتماعی ہو، معاشرے کے لے ہو امت کے لئے ہو یا پھر ریاست کے لیے، رسول کے ساتھ منظم طریقے سے رہو۔ اس حکم سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ رسورۃ کے آغاز کے الفاظ اور پھر یکے بعد دیگرے آنے والے سخت احکامات کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ایک خاصا سخت ماحول بن جاتا ہے۔ مگر دل نے اسکو قبول کرنا ہے اور زندگی میں رائج بھی کرنا ہے۔ اسی ماحول، معاشرے اور انھیں خاندان والوں میں رہتے ہوئے۔ ان سب سے صرف اللہ تعالیٰ کا خوف ہی ان سب سے بے خوف کر سکتا ہے۔ سرف ایک رسول کی اطاعت کا جذبہ عزم پیدا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنے اس کلام میں متعدد بار اس بات کو مختلف پیرائے میں بیان کیا ہے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان مضبوط ہو اس کی اطاعت میں ہی زندگی گزرے مومن تو ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو دل سے حق جانے۔ اسکا حکم مانتے ہوئے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے بلکہ خوشی خوشی اسکی اطاعت قبول کرے۔ اسی اطاعت کا اظہار کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ کام اجتماعی ہو، معاشرے کے لے ہو امت کے لئے ہو یا پھر ریاست کے لیے، رسول کے ساتھ منظم طریقے سے رہو۔ اس حکم سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ رسول کا ہر صورت ساتھ دینا ہے یعنی آپ کا کہنا ماننا ہے۔ قائد کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ بظاہر بھی دوسروں پر اپنی مسلم جماعت کا ایک تاثر قائم کرنا ہے۔ اپنی انفرادی زندگی پر اپنی اجتماعی کاموں کو اہمیت دینی ہے۔ اتنی اہمیت کہ اس موقع سے رسول کی اجازت کے بغیر نہیں نکلنا۔ قائد کو اپنے ساتھیوں کی موقع پر کب ضرورت پڑ جائے یا کسی سے کوئی خاص کام لینا پڑ جائے۔ ایک اور مقصد یہ بھی کہ بتائے بغیر جانے سے منظم کام میں فرق پڑتا ہے۔ نبی کی اجازت لیتے ہوئے انسان شعور میں اطاعت کا جذبہ رکھتا ہے۔ فرمانبرداری کا اظہار کرتا ہے۔ اب آپ چاہیں تو اجازت دیں اور انکی اس فرمانبرداری کی وجہ سے ان کے لے مغفرت کی دعا بھی کریں اللہ یقیناً غفرا ور رحیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سول کا ہرصورت ساتھ دینا ہے یعنی آپ کا کہنا ماننا ہے۔ قائد کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ بظاہر بھی دوسروں پر اپنی مسلم جماعت کا ایک تاثر قائم کرنا ہے۔ اپنی انفرادی زندگی پر اپنی اجتماعی کاموں کو اہمیت دینی ہے۔ اتنی اہمیت کہ اس موقع سے رسول کی اجازت کے بغیر نہیں نکلنا۔ قائد کو اپنے ساتھیوں کی موقع پر کب ضرورت پڑ جائے یا کسی سے کوئی خاص کام لینا پڑ جائے۔ ایک اور مقصد یہ بھی کہ بتائے بغیر جانے سے منظم کام میں فرق پڑتا ہے۔ نبی کی اجازت لیتے ہوے انسان شعور میں اطاعت کا جذبہ رکھتا ہے۔ فرمانبرداری کا اظہار کرتا ہے۔ اب آپ چاہیں تو اجازت دیں اور انکی اس فرمانبرداری کی وجہ سے ان کے لے مغفرت کی دعا بھی کریں اللہ یقیناً غفر اور رحیم ہے

آیت 63:

﴿لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۳﴾﴾

”رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو، اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے چھپ کر کھسک جاتے ہیں، سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آئے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔“

اللہ کے رسول ﷺ کی آواز کو اپنے جیسوں کی آواز کے برابر نہ سمجھو۔ یہ آواز جب دنیا میں موجود تھی تو سمجھ آتی ہے کہ آپ کے بلانے پر کیا ردعمل دینا چاہیے تھا۔ آج جب آپ ہم میں موجود نہیں ہیں اور آجاتی آج بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہم تک پہنچا رہی ہیں۔ عمل تو کرنا ہے تو کیسے کریں؟؟ آپ ﷺ کے فرمان آپ کی آواز کے طور پر ہم میں موجود ہے۔ کسی بھی انسان کی آواز، فرمان آپ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اتباع رسول پر ہی رہنا ہے۔ کسی اور کی بات ماننے یا اس کی بات سننے کا مطلب ہے نعوذ باللہ پیغمبر کی بات پسند نہیں ہے، ہمیں پسند نہیں ہے یا اس سے اچھی بات کسی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اور کی ہے۔اس کے بعد تو ایمان کی بنیاد ہی نہ رہی ساری عمارت ہی ڈھے گئی۔ بدعات کا آغاز ہو گیا۔ گمراہی کا راستہ ہے اور وہ جہنم میں لے کر جانے والا ہے۔ مذہب میں بگاڑ پیدا ہی اسی وجہ سے ہوتا ہے۔فرقہ واریت کا سبب ہی اطاعت رسول کی کمی ہے۔آپ کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر کسی اور کا طریقہ اختیار کرنا بگاڑ کا اور گمراہی کا سبب ہے۔ڈر جائیں ایمان والے کہ رسول کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی انھیں ایمان کے، حالات کے، عمل کے، گناہ کے فتنے میں مبتلا کر سکتی ہے۔

www.kitabosunnat.com

آیت 64:

﴿اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾﴾

''سن لو! بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، یقیناً وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو بھی جب وہ اس کی طرف لوٹائے جائیں گے، پھر وہ انھیں بتائے گا جو کچھ انھوں نے کیا اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

من مانی کرنے والے یہ کیسے بھول سکتے ہیں کہ ہر طرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہے، اسی کا کنٹرول ہے، اسی کی ملکیت ہے میں ہے۔جس ہستی کی حکومت ہو اور اسکی نظر بھی تم پر ہو کیسے اس بات بھول سکتے ہو کہ تمہارے اعمال، خیالات، حالات، ارادے اور عقیدے کے بارے میں سب جانتا ہے۔سوچو بھلا اپنی مرضی سے کیسے زندگی گزار سکتے ہو جبکہ واپس بھی اسی کی طرف جانا ہے۔کس کامیاب ہستی کے بارے میں سوچیں جو آج اللہ تعالیٰ کے پاس واپس چلے گئے ہیں۔ انکی دنیاوی کامیابیوں پر نظر ڈالیں۔ان کو اپنی کامیابیوں پر، ترقیوں پر کتنی تعریفیں سننے کو ملی تھیں۔اب دنیا نہیں ہیں تو سب یہاں ہی رہ گیا ہے۔اسکا کیا فائدہ ہو رہا ہے اسے۔پھر یہ سوچیں کس کس عمل کا کوشش کا اجر آگے مل رہا ہے۔کن اعمال کے بدلے اللہ اسکی مغفرت اور بخشش کریں گے۔یقیناً اسکا جواب یہ ہی ہے کہ درست عقیدہ رکھنے والے جو نیک عمل کرتے رہے، صدقہ کیا ہوا مال، نیک اولاد جسکی تربیت کی اسکو بھی جہنم سے بچایا اور اپنے لیے بھی صدقہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاریہ بنایا، لوگوں کی فلاح کے کام کیے جن کا فائدہ اسکے بعد بھی لوگ اٹھا رہے ہیں۔

دوسری طرف وہ جس نے مال جمع کیا اولاد کی ترقی اور خوشحالی کے لیے انہیں خود سے اور اللہ سے بھی دور کیا۔

ڈگریوں کا فخر تھا۔ انہیں زندگی کا حاصل سمجھتا رہا۔ اپنے رتبے جنہیں پانے کی تمنا کئی برس دل میں رہی، پھر حاصل ہونے والی وہ عزت جسے پا کر پھولے نہ سماتا تھا۔ سب یہاں ہی رہ گیا کیا ساتھ گیا؟ اب معاملہ اللہ کی عدالت میں ہے وہ بتائے گا تمہیں کیا کر کے آئے ہو۔ اسکی بادشاہت کے فیصلے ہیں۔ بھرپور منظر قرآن مجید میں کئی مقامات پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ عقلمند کون ہے جو آنکھیں بند کر کے زندگی گزارے یا حق جان لینے کے بعد اس منظر میں کھڑے ہونے کی تیاری کرے۔ +A گریڈ کی تیاری کرے۔ ہمیشہ کے لیے رہنے کی جگہ پر سرمایہ کاری کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سورہ میں جو پڑھا ہے سیکھا ہے اس پر عمل کی توفیق دے۔ یاد رکھنے اور آگے پہنچانے کی توفیق دے۔ آمین

یا اللہ ہم نے جان لیا کائنات میں سب کا سب نور تیرے نور کی بدولت ہے۔ سب کا فائدہ تیرے نور کو پانے میں ہے آخرت کی تیرے نور سے ہے اللہ ہمارے اس یقین کو قبول فرما آمین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ معجزہ ہے جس نے دنیا کے جادوگروں، شاعروں اور دانائی میں مثال رکھنے والے لوگوں کو حیرت واستعجاب میں ڈال دیا اور ان کے پاس یا تو مان لینے کے سوا چارہ نہ رہا یا پھر ان کی زبانیں گنگ ہو کے رہ گئیں۔ قرآن کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں قیامت تک کے مسائل کا حل بیان کر دیا گیا ہے اور ہر دور میں اسکی نصوص سے استدلال واستنباط کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور قیامت تک اس ابدی کتاب سے زمانوں کے احکام ومسائل اخذ کئے جاتے رہیں گے۔ قرآنی مسائل واحکام کی تفہیم وتوضیح کے فروغ میں جہاں تحریرات وکتب کا کردار نمایاں ہے وہاں عامۃ الناس میں قرآنی افکار کی ترویج میں دروس وتقریرات کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان میں خواتین سکالرز کی قرآنی تعلیمات کے حوالے سے خدمات قابل تحسین ہیں زیر نظر کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اسلوب نگارش اگرچہ بیانیہ ہے تاہم قاری کے لیے عبارات والفاظ میں سلاست اور شستگی برابر موجود ہے۔ کتاب میں سورۃ النور کے احکام کو ایک اچھوتے اور عوامی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ تحریر سماجی ومعاشرتی امثال سے بھی مزین ہے۔ امید ہے یہ ہلکا پھلکا اور سلیس اسلوب بیان خاص وعام کے لیے مفید ثابت ہوگا۔